

# مسجد ایتیا کے محل حکمران



[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

قاضی محمد اقبال پختاوی یا قیصر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

### ☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

[kitabosunnat@gmail.com](mailto:kitabosunnat@gmail.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# وسط ایشیا کے مُغل حکمران

قاضی محمد اقبال چغتائی - بایقرہ

www.KitaboSunnat.com

چغتائی ادبی ادارہ ، لاہور -

## جملہ حقوق محفوظ

چغتائی ادبی ادارہ	ناشر :
III - C - ۴۶ گلبرگ III لاہور	
اظہر سنز پرنٹرز	مطبع :
مرنگ چوکی لاہور -	
۵۰۰	تعداد اشاعت :
۱۰۴	صفحات :
۱۰۰ روپے	قیمت :

## فہرست

۵	پیش لفظ
۹	مقدمہ
۱۳	بسم اللہ الرحمن الرحیم
۱۳	شجرہ نسب حضرت نوح ۴
۱۵	حضرت نوح ۴ اور مغل
۱۹	مغل سرداروں کا شجرہ نسب
۱۹	معاہدہ قومہ خاں
۲۱	مغلوں کی ابتدا اور واقعات
۲۵	چنگیز خاں
۲۹	چنگیز خاں کی اولاد
	جوچی خاں - تولی خاں - اوگتائی خاں - چغتائی خاں -
	قراچار نوٹیاں - ہلاکو خاں -
۳۵	چغتائی خاں کی اولاد
	تغلق تیمور - تغلق تیمور کا قبل اسلام - قمر الدین خضر خواجہ -
۳۱	قدیم مغلوں کا طرز زندگی
۳۳	تورہ چنگیزی "یا سا"
۳۷	ترخان
۳۸	اعزاز یافتہ ترخان کی مراعات
۵۱	مغلوں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ کی وجہ

## حصہ دوم

- ۵۵ نقشہ حدود سلطنت امیر تیمور گورگان  
۵۶ نقشہ توہم خان  
۵۷ صاحبقران امیر تیمور گورگان  
۶۱ امیر تیمور کے انتظامی قوانین  
۶۳ صاحبقران امیر تیمور کے سلاطین  
۶۴ امیر تیمور کی اولاد  
امیر زادہ غیاث الدین جہانگیر - امیر جلال الدین میراں شاہ  
امیر زادہ عمر شیش - مرزا شاہ رخ بن تیمور - پیر محمد بن جہانگیر  
امیر تیمور - خلیل سلطان بن میراں شاہ بن امیر تیمور - المغ بیگ  
مرزا بن شاہ رخ بن امیر تیمور - مرزا ابوسعید بن سلطان محمد بن  
میراں شاہ بن امیر تیمور - یونس خان -  
۷۱ یونس خان کی زراعت میں دل چسپی اور رد عمل  
۷۳ صاحبقران امیر تیمور گورگان  
۷۵ ابو الغازی سلطان حسین بایقراہ  
۷۹ محمد خان شیبانی  
۸۱ نقشہ دور بابر  
۸۲ نقشہ  
۸۳ شجرہ صاحبقران امیر تیمور گورگان  
۸۵ غازی محمد ظہیر الدین بابر بادشاہ  
۹۲ بابر کی وصیت ہمایوں کے نام  
۹۳ تیموری مغلوں کی رشتہ داریاں  
۹۴ حواشی  
۱۰۳ مغلوں کے متعلق مستند ماخذ کی فہرست و نقل اقتابات

## پیش لفظ

جنگیز خان سے پہلے کے مغلوں کے حالات یکجا کہیں نہیں ملتے۔ ان کے حالات کہانیوں کی شکل میں اگلی نسوں تک پہنچے۔ یہ کہانیاں چینی اور مسلمان مصنفین نے اپنے اپنے تاریخی پس منظر میں پیش کیں۔ میرے فاضل دوست قاضی محمد اقبال صاحب نے جو تیموری خانوادے سلطان حسین باقر (۱۵۰۶ء) والے ہرات کی نسل سے ہیں ان کے حالات کو اردو میں یکجا کرنے کا شرف حاصل کیا۔ جنگیز خان و امیر تیمور اور ان کے کے جانشینوں کا ذکر مختصر مگر تسلسل کے ساتھ بیان کر کے اپنی جگہ قابلِ صداقت نشاں اقدام کیا ہے۔

جنگیز خان کے بعد اس کی سلطنت ٹوٹ پھوٹ گئی۔ تمام جانشین ایک دوسرے سے لڑاڑ کے مر گئے۔ کسی نے ۴۰ سال سے زیادہ عمر نہیں پائی۔ اس کی اولاد میں سے جو وسط ایشیا اور مغربی علاقوں میں حکمران بنے۔ کچھ عرصہ بعد مسلمان ہو گئے جو مشرقی علاقوں پر حکمران رہے انہوں نے بدھ مت اختیار کیا۔

امیر تیمور کی وفات کے بعد اس کی سلطنت کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ اس کا بڑا حصہ اس کے فرزند شاہ رخ کے حصے میں آیا۔ شاہ رخ کی وسعتِ سلطنت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تیس بڑے شہروں میں اس کے نام کے سکے مضروب ہوتے تھے۔ اس کی ملکہ گوہر شاد بھی بڑی قابلِ خاتون تھی۔ تیموری روایات کے مطابق اہل علم کی بڑی قدر دان تھی۔ اس کا ایک بیٹا مرزا بایسنغر

بڑا خطاط تھا۔ دوسرا بیٹا الف بیگ علم فلکیات کا ماہر تھا۔ اس نے سمرقند کی مشہور  
رصد گاہ بنوائی۔

الف بیگ ۱۴۲۹ھ میں قتل ہوا۔ اس کے بعد اس کی سلطنت کے بڑے حصے ہرات  
اور سمرقند پر ابو سعید مرزا حکمران ہوا۔ اس کا دار الحکومت علم و فضل کا گہوارہ بنارہا ماولانہر  
کے عظیم نقشبندی بزرگ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار سلطان ابو سعید کے  
سرپرست تھے۔ ظہیر الدین بابر کا والد عمر شیخ مرزا بن سلطان ابو سعید مرزا بھی ان کا  
مرید تھا۔ انہوں نے ہی بابر کا نام ظہیر الدین رکھا تھا۔ وہ اس کے عقیقہ کی تقریب  
میں شامل ہوئے۔

اس کے بعد تیمور کے فرزند عمر شیخ کا پڑپوتا ابو الغازی حسین مرزا جو تاریخ  
میں سلطان حسین بایقرا کے نام سے مشہور ہے ہرات میں تخت پر بیٹھا۔ اس کا  
وزیر اعظم میر علی شیر نوائی چغتائی ترک زبان کا سب سے بڑا ادیب تھا۔ فارسی زبان  
کا نامور شاعر مولانا عبدالرحمن نور الدین جامی بھی ابوالغازی سلطان حسین بایقرا کے  
دربار میں موجود رہے۔ ایک روایت کے مطابق سلطان ان کا مرید تھا۔ ابوالغازی  
کے دربار میں اس زمانے کے بہت سے اہل فضل و کمال جمع تھے۔ اس کے دربار  
کو علمی اکیڈمی ہونے کا گمان گزرتا تھا۔

ظہیر الدین بابر کی ترک باری علم و ادب کا مرقع سمجھی جاتی ہے۔ ترک زبان کے  
چغتائی لہجے میں صرف میر علی شیر نوائی اس سے آگے نکلا ہے اور کوئی ادیب اس کے  
گمراہ پا کو نہیں پہنچ سکا۔ بابر کے فرزند ہمایوں کو علم ہیئت پر دسترس حاصل تھی اور  
بڑا اچھا زائچہ بنا لیتا تھا۔ اس نے اپنی جان اسی شوق میں گنوائی۔ وہ زہرہ سیار  
کے طلوع کا منظر دیکھنے شیر منڈل کی چھت پر موجود تھا۔ مغرب کی اذان سن کر وہ  
مسجد جانے کے لئے سیڑھیوں سے اتر رہا تھا کہ اچانک اس کی قہا اس کے پاؤں



تیلے آگئی۔ اور وہ گر گیا اور اس صدمے سے جاں بحق ہو گیا۔ اس کا بھائی میرزا  
 کامران صاحب دیوان شاعر تھا۔ پروفیسر محفوظ الحق نے اس کا دیوان شائع کر دیا۔  
 اکبر اعظم کے دربار پر بھی علمی اکیڈمی ہونے کا گمان گزرتا ہے۔ ابو الفضل،  
 فیضی، عرنی، عبدالرحیم خان خاناں، حکیم ابوالفتح، میاں تان سین، نظیری اور شاہ  
 فتح اللہ شیرازی جیسے فضلا اس دربار میں موجود تھے۔ جہانگیر فن مصوری پر سند  
 سمجھا جاتا ہے۔ اس کی ترک فارسی ادب کا بہترین مرقع ہے شاہجہاں کا ذوق تاج محل  
 جامع مسجد دہلی، لال قلعہ، شالامار باغ، شیشی محل اور جامع مسجد ٹھٹھہ کی صورت میں  
 منصفہ شہود پر آیا۔ اس کے فرزند داراشکوہ نے تصوف اور تقابل ادیان پر متعدد  
 کتابیں تصنیف کیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کے رقعات کا شمار فارسی کے ادب عالیہ  
 میں ہوتا ہے۔ ان حکمرانوں کے علاوہ شہزادوں اور شہزادیوں نے بھی متعدد کتابیں اپنی  
 یادگار چھوڑی ہیں۔ غرضیکہ خانوادہ تیمور نے علمی میدان میں جتنا کام کیا ہے اتنا اندر  
 اور کسی شاہی خانوادے کے حصے میں نہیں آیا۔

قاضی محمد اقبال صاحب مغلوں اور علمی خانوادے کے سربراہ امیر تمبوگر رگان کی حیات  
 اور کارناموں کو اردو زبان میں بیان کر کے ہمیں اس کے کارناموں سے روشناس کرایا ہے قاضی  
 صاحب کا اسلوب نگارش منفرد ہے اور انکی زبان بڑی سلیس اور عام فہم ہے۔ جن لوگوں نے  
 ابوالکلام آزاد جیسا اسلوب اپنایا ہے۔ انہوں نے اردو کی خدمت کے پردے میں اپنی اردو  
 دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔ میرزہ دیک زبان قبنی عام فہم اور سلیس کھی جائے گی اتنی ہی وہ عوام میں  
 مقبول ہوگی۔ انہوں نے محاورہ زبان کا بھی خیال رکھا ہے اور کئی بار راقم سے مشورہ بھی کیا ہے  
 میری یہ دعا ہے کہ ان کا کام مقبول عام ہو اور اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو اپنے بزرگوں پر  
 کام کرنے کا زیادہ سے زیادہ موقع عطا فرمائے (آمین)

پروفیسر محمد اسلم

سابق صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

# پہلا عرف

کار تحقیق و تاریخ نویسی از تاجرے  
باعث حیرت و استعجاب است

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر  
سابق وائس چانسلر بہاولپور یونیورسٹی  
پاکستان

## مقدمہ

تاریخ بادشاہوں اور قوموں کے عروج و زوال کی داستان ہوتی ہے۔ اگلے چند اوراق پر حکمران مغلوں کے متعلق مختصر جائزہ مستند تاریخی کتابوں کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ اس کے قدیم مغلوں کی تہذیب و ثقافت اور رسم و رواج کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔

مصل حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافت کی اولاد کہلاتے ہیں۔ مغلوں کے ایک قبیلے کے سردار کی بیٹی کا نام الافقہ کا تھا۔ اس کی شادنا ہوئی مگر ٹوٹ گئی۔ ایک رات زوردار چمک اس کے خیمے میں داخل ہوئی اور اس کے منہ کے راستے پیٹ میں داخل ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد اس کے حمل کے آثار نمودار ہوئے اور تین بچے پیدا ہوئے۔ ان میں جو حکمران ہوا وہ بونہر تھا۔ یہ اپنے آپ کو سورج کی اولاد کہتا تھا۔ مغلوں کی سورج پرستی کی بڑی وجہ یہی واقعہ تھا۔ لے چنگیز خان سے پہلے کے مغلوں کے تفصیلی حالات کسی کتاب میں محفوظ نہیں۔ چنگیز خان کے متعلق بھی مسلمان مصنفین نے ہی معلومات فراہم کی ہیں۔ مسلمانوں نے اس کی محمد شاہ خوارزم کے خلاف کارروائی کا ذکر اور اس کے مظالم کی داستانیں بیان کر کے اس کو تمام دنیا میں صحت و روشناس کیا۔ چنگیز خان کی جو اولاد جو وسط ایشیا میں رہی مسلمان ہو گئے اور جو مشرقی علاقوں یا چین میں حکمران ہوئے انہوں نے بدھ مت اختیار کیا۔

طبقات ناصری حصہ اول ص ۵۶۳ کے مطابق امام رکن الدین نے چنگیز یوں کے ہاتھوں اپنی شہادت۔ سے پہلے ایک رباعی کہی۔ جس کا مفہوم ہے ”کوئی بات نہ کہہ کیونکہ یہ سب کچھ ہمارا کیا ہوا ہے“ چنگیز خان کے سفیروں اور تاجروں کے قتل کی طرف ہے جو اترارک مقام پر محمد شاہ خوارزم کے گورنر قدر خان نے بے گناہ قتل کئے اور ان کا مال لوٹا۔

بلا کو خان کو امیر المومنین کے وزیر احمد نے حملہ آور ہونے کی دعوت دے کر بلایا

اور اس کے ساتھ تمام کارروائیوں میں شریک رہا۔ یہ اس کی اپنی دشمنی جو امیر المومنین کے بیٹے ابوبکر کے ساتھ چلی آ رہی تھی کا نتیجہ تھا۔ ہلاکو خان کی اولاد مسلمان ہو کر ایران میں حکمران رہی۔ ازاں بعد مقامی آبادی میں گم ہو گئی۔ ۷۷

امیر تیمور چھٹی نسل میں قراچا رنوئیاں (پہ سالار امیر الامراء چنگیز خان) کی اولاد تھا۔ جبکہ چنگیز خان اور قراچا رنوئیاں دونوں ہی چوتھی پشت میں نومذہب خان کی اولاد تھے۔ نومذہب خان کے دو بیٹوں قبل خان اور کچولا بہادر کے درمیان پشت در پشت علی گمرنے کے لئے ایک معاہدہ ”التمہ نومذہب“ کے نام سے تحریر کیا گیا۔ جس میں طے ہوا کہ قبل خان کی اولاد میں خاقان اور کچولا بہادر کی اولاد میں امیر الامراء ہی بنتے رہیں گے۔ اسی معاہدہ کی رو سے چنگیز خان خاقان اور قراچا رنوئیاں پہ سالار امیر الامراء بنے۔ یہ معاہدہ جو ہے کی ایک پلیٹ پر تحریر تھا چنگیز خان نے خزانے سے منگوا کر سب کو دکھایا اور اپنے بیٹے چغتائی خان کو اس پر عمل کرتے ہوئے قراچا رنوئیاں کو شریک حکومت رکھنے کی وصیت کی۔ دوسری دفعہ تغلق تیمور نے یہ تحریر امیر تیمور کو بھی دکھائی۔ ۷۸

امیر تیمور نے بعد میں اس معاہدے کو تینچ شدہ قرار دے دیا کہ اس کے دادا برکلی نوئیاں نے امارت چھوڑ کر کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔ مگر وہ ایک چنگیزی محمود کو برائے نام خاقان بنا کر تمام اختیارات خود استعمال کرتا رہا۔ محمود کی والدہ سے امیر تیمور نے شادی کر لی تھی۔ ۷۹

امیر تیمور کے پڑپوتے ابوسعید مزارنے وسط ایشیا اور اس کے پوتے محمد ظہیر الدین مزار بابر نے ہندوستان میں غیر معمولی جدوجہد کے بعد بڑی بڑی حکومتیں قائم کر کے اپنے آباؤ اجداد کا نام روشن کیا۔ یورپی مصنفین نے بابر کو ”شیخ“ کا خطاب دیا۔

## حواشی مقدمہ

- ۱۔ منہجہ دور حکومت ص ۴۴ - اکبر نامہ ص ۱۷۸
- ۲۔ طبقاتِ ناصری دوم ص ۲۴۳
- ۳۔ منہجہ دور حکومت ص ۴۵، توذکِ تیمور ص ۲۸
- ۴۔ امیر تیمور (امیر المومنین) ص ۲۶۴

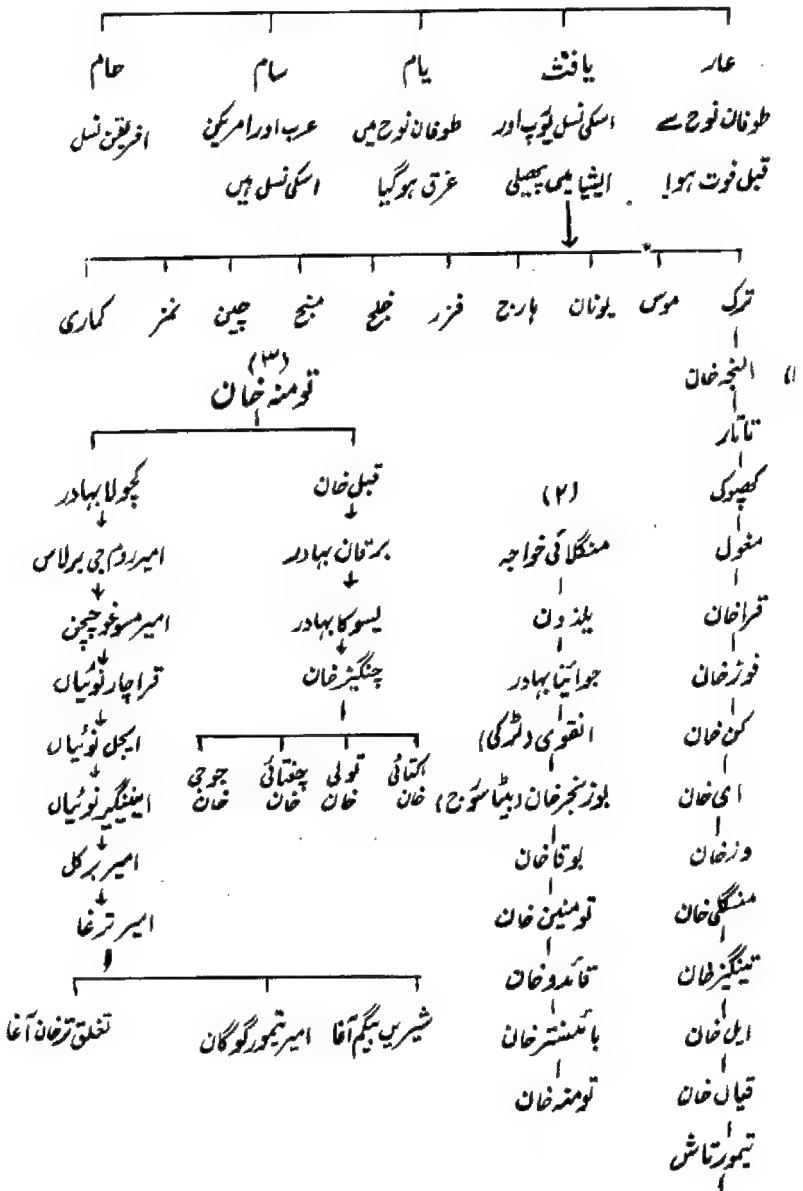


بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیج کر انسانی زندگی کا سلسلہ شروع کیا۔ جب انسانی نسل بڑھنے لگی تو خوراک اور دوسری ضروریات زندگی کے حصول کے لیے پھینے شروع ہوئے تو آپس کی جنگوں کا آغاز ہوا۔ جنگلی پھلوں، جنگلی جانوروں اور پرندوں کے گوشت اور دوسری قدرتی خوراک کی کمی کو ہانتو بھیڑ بکریوں کے دودھ اور گروشت سے پورا کیا گیا۔

طاقتور انسانوں نے کمزوروں کے حقوق پامال کر کے نظریہ طاقت کو فروغ دیا۔ اس نظریہ کے تحت دنیا کے مختلف حصوں میں بادشاہتیں قائم ہو کر ختم ہو گئیں۔ منگولیا کے باشندے جب نہی چلا گاہوں کی تلاش میں ملک سے باہر نکلے تو منگولوں سے مغل کہلائے۔ ان مغلوں نے بھی نظریہ طاقت پر عمل کرتے ہوئے تمام ایشیا اور مشرقی یورپ تک کو فتح کر کے اپنی بادشاہتیں قائم کیں۔

## شجرہ حضرت نوح علیہ السلام





## حضرت نوح علیہ السلام اور مغل

موجودہ انسانی زندگی کا سلسلہ طوفانِ نوح کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ طوفانِ نوح کے وقت اس کشتی میں کل ۸۰ لوگ (۴۰ مرد و ۴۰ عورتیں) سوار تھے۔ کشتی کے دوبارہ زمین پر اترنے کے ٹھوڑے عرصہ بعد ہی ان میں سے صرف ۷ لوگ باقی بچے (حضرت نوحؑ اور ان کے تین بیٹے سام، حام اور یافث اور ان کی بیویاں۔ ان تینوں کی اولاد دنیا کے مختلف حصوں میں بسی اور پھیلی۔ سام کی اولاد عرب، حماک اور یورپ۔ حام کی افریقہ اور امریکہ۔ یافث کی چین، منگولیا اور ایشیا۔ منگولیا میں بے دماغ منگول ہی منسل کہلائے۔ جس میں صحرائے گو بی کا علاقہ بھی شامل تھا۔ یہ منسل قبائل اپنی آبادی میں اضافے کی وجہ سے خوراک کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اپنے پالتو جانوروں کی خوراک کے حصول کے لئے بہتر چراگاہوں کی تلاش میں خاندانِ بدوش زندگی بسر کرنے لگے۔ ان جانوروں میں بھیڑ، بکریاں، اونٹ اور گھوڑے شامل تھے۔ جن کا وہ دودھ پیتے اور گوشت کھاتے تھے۔ اونٹ اور گھوڑے کو بار بار رکا اور سواری کے لئے بھی استعمال کرتے تھے۔ ان جانوروں کی کھال کے خیمے بنا کر ان میں رہتے تھے۔

چراگا ہوں کے حصول کے لئے قبائل میں جنگیں بھی ہوتی تھیں۔ جب جنگوں میں لوہے کے بنے ہوئے اسلحہ کا استعمال شروع ہوا تو اس کے بنانے والوں کی تہذیب بڑھ گئی۔ مغلوں کے علاقوں میں لوہا عام پایا جاتا تھا۔ اس لئے ان علاقوں میں اسلحہ ساز فیکٹریاں قائم ہو گئیں اور یہ اسلحہ ساز قبائل کے سردار بن گئے۔ تلوار، کلہاڑا اور بلم ان مغلوں کی ایجاد ہیں۔

مغلوں نے اسلحہ کے استعمال میں مہارت حاصل کی اور ان کا پیشہ سپاہ گری ہو گیا۔ گھوڑا اُن کے پاس موجود تھا۔ اس لئے گھوڑے پر سوار ہو کر لڑتے تھے۔ دوسروں کی حفاظت کے عوض خراج بھی وصول کرتے تھے۔ باپ بیٹے کو میراث میں تنوار ہی چھوڑتا تھا۔ ان کے پالتو جانور ان کی دوست ہوتے تھے۔ وہ اپنے بیٹے سپاہ گری کو برتر سمجھتے تھے۔

زمین حکومت کی مشترکہ ملکیت ہوتی تھی۔ کھیتی باڑی کا پیشہ مغلوں نے کبھی نہیں اپنایا۔ ایک انسان کو جانوروں کے ساتھ مل چلاتے دیکھ کر کم ہمت اور کمتر سمجھتے تھے۔ صحرائی مغل پالیوز بان بولتے اور کھتے تھے۔ مویشی پالتے جو ان کی ذاتی ملکیت ہوتے تھے۔ سردار اپنے لوگوں کے ساتھ خیموں میں رہتے۔ مغل اس خاقان کی ملازمت نہ کرتے جو ان کے ساتھ خیموں میں رہ کر کھٹے۔ کھلے میدانوں میں دشمن کے آمنے سامنے لڑنے کے قابل تھے۔ قلعہ بند ہونا بزدلی سمجھتے تھے۔

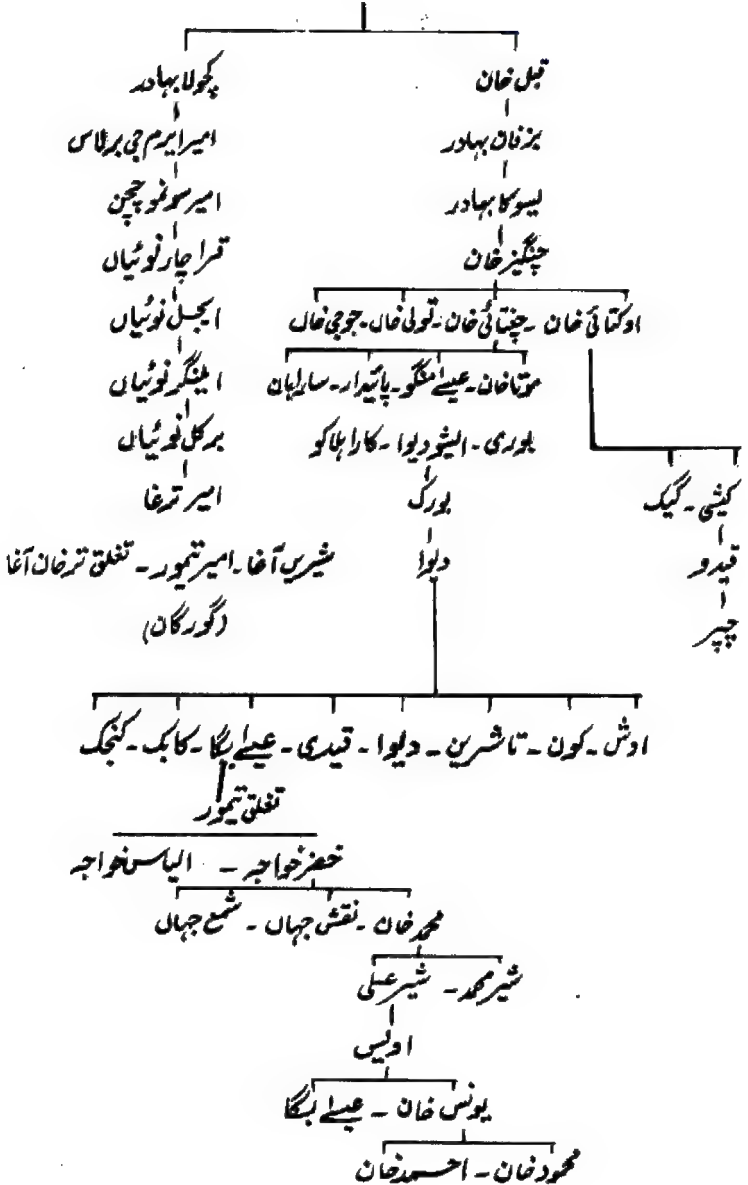
مغل خاقان اپنے دربار جو روانی شان و شوکت کے ساتھ ایک بڑے خیمے میں منعقد کرتے جسے بارگاہ کہتے تھے۔ یہ دربار عارضی قیام گاہ میں بھی منعقد کرتے تھے۔ فیصلہ باہمی مشورے سے کرتے تھے۔

خاقان اپنی رعایا کا محافظ ہوتا تھا۔ ان کی عام ضروریات پوری کرنا اس کے فرائض میں شامل تھا۔ خاقان کے پاس لامحدود اختیارات ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ ہر قسم کے فتنہ و فساد پر قابو پالیتا تھا۔ خاقان کے سامنے باغی پاؤں میں زنجیر ڈال کر لائے جاتے تھے۔

احسان کا بدلہ احسان سے دیتے تھے۔ دشمن کو قابو میں لانے کے بعد کوئی رعایت نہ دیتے تھے۔ خاقان اپنی اداؤں کی تربیت کے لئے اتالیق مقرر کرتے تھے جو ان کو انہی پہ گری و قوانین حکومت سکھاتے تھے۔

اعلیٰ کارکردگی پر خاتان کی طرف سے اعزازات ملتے تھے۔ ”ترخان“ اعلیٰ ترین اعزاز تھا۔ خاتان کئی کئی شادیاں کرتے تھے مگر اعلیٰ نسل کی بیوی کی اولاد اعلیٰ مقام پاتی تھی۔ اعلیٰ نسل کے مخالفین میں شادیاں کر لیتے تھے اور ان کی تدر کرتے تھے۔ دوسری حکومتوں سے تعلقات قائم کرنے کے لئے سفیر بھیجتے تھے۔ چنگیز خان نے حکومتی اختیارات اور ذمہ داریوں کو تحریر کیا اور اس پر عمل کیا اور ان تحریروں کو امیر تیمور نے بھی اپنایا۔

## تومنہ خان



## مغل سرداروں کا شجرہ نسب (حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافت کی اولاد)

تومنہ خان بن باقر۔ قید۔ تومین۔ بوتا۔ بورنجر۔ الانقوی۔ جوٹنا۔ یدوز۔ منگلای۔  
 تیمورتاس۔ تیان۔ ایل خان۔ چنگیز۔ منگی۔ وزخان۔ امی خان۔ افوز۔ قرا۔ مغولہ تاتار۔  
 النجر۔ ترک۔ یانٹ۔

### معاہدہ تومنہ خاں

تومنہ خان نے اپنی زندگی میں اپنے دو بیٹوں جو جٹ واں سہائی تھے اپنی اپنی  
 صلاحیتوں اور باہمی رضامندی سے فیصلہ کیا کہ اس کا بیٹا قبل خان اور اسکی اولاد خاقان  
 (بادشاہ) بنے اور دوسرا بیٹا کولہ بہادر اور اسکی اولاد ملک کا امیر (وزیر اعظم اور سپہ سالار) رہیں۔  
 یہ فیصلہ نسل در نسل عمل درآمد کے لئے اپنی زبان پالیٹوں میں تحریر کیا گیا۔ اور اس کا نام  
 ”اتما تومنہ“ رکھا گیا۔ چنگیز خان نے یہ معاہدہ جو ایک لوہے کی پلیٹ پر تحریر تھا وصیت  
 کرتے وقت خزانہ سے منگوا کر سب کو دکھایا تھا اور چغتائی خان کو نصیحت کی کہ قرا چار نوٹیاں  
 اپنے آلائق کو اتار میں شریک رکھے۔ امیر تیمور نے بظاہر اس معاہدے کو تسلیم کرنے سے  
 انکار کر دیا تھا کہ اُس کے دادا امیر برکٹ نوٹیاں کئے امارت سے کنارہ کشی کے بعد ختم ہو جانے  
 باوجود محمود کو جو چنگیز خان کی نسل سے تھا۔ بے اختیار خاقان بنایا تھا۔



## منغولوں کی ابتداء اور واقعات

منغل (منگول) کی دوسری شکل ہے۔ یعنی منگولید کے رہنے والے۔ شروع میں یہ لفظ "منگ کول" تھا۔ جس کا مفہوم بہادر لوگ تھا۔ ان قدیم منغولوں کا وطن منگولیا تھا۔ یہ چین کے شمال میں واقع ہے۔ چنگیز خان کے زمانے تک یہاں کے منغل قبائل صحرائے گوبی سے کوریا کے ساحل تک پھیل چکے تھے۔ مسلمانوں کی آمد سے پہلے وسط ایشیا میں ترکستان، تاشقند، سمرقند اور فرغانہ پر بھی حکمرانی کی۔ ان خانہ بدوش شاہسواروں نے چین فتح کیا تھا۔ دیوار چین ان منغولوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے ہی بنائی گئی تھی۔ یہ لوگ ریوٹ پرالتے تھے۔ گھوڑوں پر سوار رہتے۔ اپنے جانوروں کے لئے گھاس کی تلاش میں خانہ بدوش زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ جانوروں کا گوشت کھاتے۔ دودھ پیتے۔

اور کھال کے خیمے بنا کر ان میں رہائش رکھتے تھے۔ (امیر تیمور، میرلطیف، ص ۲۵۴)  
نئی چراگاہوں پر قبضہ کے لئے پہلے تابعین سے جگہیں بھی کرتے تھے۔ اسی لئے ان کا پیشہ جنگوئی تھا۔ تمام لوگ گھڑ سواری کے ماہر تھے۔ ان کے علاقوں میں ٹوٹا پایا جاتا تھا۔ اس سے ضرورت کے مطابق اسلحہ ساز فیکٹریاں قائم کر رکھی تھیں۔ تلوار، کلہاڑہ اور بزم ان منغولوں کی ایجاد ہیں۔ تاریخ مغلیہ، ص ۶۲، پہچان، ص ۸

اسلحہ بنانے والے لوگوں کی زیادہ عزت کی جاتی تھی۔ تیمورچی (چنگیز خان) اسی ٹوٹا پیلے

کا فرزند تھا۔ طبقات ناصری (انگریزی) ص ۸۹۲ (تاریخ مغلیہ، ص ۸۱)

ایک پادری ولیم روبرگ۔ پہلا یورپی باشندہ تھا جس نے منغولوں کی سرزمین میں داخل ہونے کی جرأت کی۔ اس نے چشم دید حالات قلمبند کئے۔ وہ لکھتا ہے۔ یہ لوگ شہر نہیں بساتے

ان کے گھر سفید منہ اور بانسوں سے بنے ہوئے، بیل گاڑیوں پر لدے ہوئے سفر میں رہتے ہیں۔ جو بیس بیس فٹ چوڑی ہوتی ہیں۔ گھر کا سامان اونٹوں پر لادے رکھتے ہیں۔ شادی شدہ عورتوں کو خوشنما گاڑیاں دی جاتی ہیں۔ ایک لڑکی بیس بیس گاڑیاں چلا سکتی ہے۔ گاڑیاں ایک دوسری سے بندی ہوتی ہیں۔ گھر میں مالک کا بستر بڑے دروازے کے مقابل ہوتا ہے۔ مالک کے سر ہانے منہ کے کا بنا ایک گڈا شکار ہوتا ہے جو اس کا بھائی کہلاتا ہے۔ گرمیوں میں چاول کی شراب اور سردیوں میں گھوڑی کا دودھ پیتے ہیں۔ یہ مشروب پینے سے پہلے تھوڑا سا اس گڈے پر چھڑکا جاتا ہے۔

امیر تیمور (سیرت المیم) ص ۲۵۶

فج کے بعد حش یا ضیافت میں ضرورت سے زیادہ شراب پیتے ہیں۔ جھاڑوں میں نشہ کم از کم دو لباس پہنتے ہیں۔ پہاڑی بکروں کے سینگوں کے پیالے بناتے ہیں۔ بیویاں خریدی جاتی ہیں۔ بیواؤں کی شادیاں نہیں کرتے۔ بڑے نہیں دھوئے کہ خدا ناراض ہوتا ہے۔ آٹنی بھی سے بہت ڈرتے ہیں۔ بیمار کے مکان پر نشان لگا دیتے ہیں۔ جس کے بعد کوئی بھی اس طرف نہیں جاتا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ آنے والے کے ساتھ بد روئیں یا مضر ہوائیں اندر داخل ہو جاتی ہیں۔

امیر تیمور (سیرت المیم) ص ۲۵۱

چودھویں صدی کے ایک مصنف نے مغستان کے حالات اس طرح بیان کئے ہیں۔ تمام آبادی خانہ بدوش چرواہوں پر مشتمل تھی۔ قدرتی گھاس پھوس پر اپنے جانور پالتے تھے۔ زراعت کا پیشہ ابھی تک اختیار نہیں کیا تھا۔ سولہ صدی تک خیموں میں بستے تھے۔ قلعے نہیں بناتے تھے کہ قلعہ بند ہو کر ٹھکانا بزدلی سمجھتے تھے۔ پرانے بنے ہوئے مکان بھی میران پڑے تھے۔

تاریخ رشیدی، ص ۵۷

چنگیز خان کے دور کے منسل قبائل،

ارغونان، برلاس، لومار، ترخان، کلچی، تنائی، کورائی، قازق، ترکمان، قپچاق، بلوزنج، تاتار، توپچی، تالیر، الینور، سلجوق، جلائر، سلاووزی، ارلات وغیرہ وغیرہ۔

تاریخ رشیدی، ص ۵۵



## حواشی (منہجوں کی ابتدا اور واقعات)

- ۱۔ امیر تیمور بہر الدلیم ص ۲۵۴
- ۲۔ تاریخ مغلیہ ص ۶۲، پیمان ص ۸
- ۳۔ طبقات ناصری انگریزی ص ۸۹۲، تاریخ مغلیہ ص ۸۱
- ۴۔ امیر تیمور بہر الدلیم ص ۲۵۶
- ۵۔ امیر تیمور بہر الدلیم ص ۲۵۱
- ۶۔ تاریخ رشیدی ص ۵۷
- ۷۔ تاریخ رشیدی ص ۵۵



## چنگیز خان

چنگیز خان جس کا اصل نام تموچین (یعنی لوہار) تھا۔ لیو کا بہادر بن برتان بہادر بن قبل خان بن قومنس خان کے ہاں ۲۶ جنوری ۱۱۵۴ء میں ایرق نامی شہر میں پیدا ہوا۔ اس کے بزرگ لوہے کا کام کرتے اور اسلحہ بنتے تھے۔ ان کا علاقہ ”خطا“ پہاڑوں میں گھرا ہوا ایک شاداب وادی تھا۔ جس کے درمیان ایک پانی کا چشمہ بھی تھا۔ اس شاداب وادی سے نکلنے کا صرف ایک راستہ (درہ) تھا جس پر التون خان نامی ایک سردار کے لوگوں کا قبضہ تھا۔ وہ لوگ وادی میں بسنے والوں سے اس قبضہ کے عوض خراج بھی وصول کرتے تھے۔ جب تیمور جی ۱۳ برس کا تھا، اس کا باپ مرگیا اور وہ روایتی طور پر وادی کے تمام قبیلوں کا سردار بن گیا۔ جلد ہی سردار کا تجربہ کار مشیر اعلیٰ بھی اس دنیا سے کوچ کر گیا تو اس کا جوان سال بیٹا قراچار نوٹیاں مشیر بنا۔ دوسرے قبیلوں نے دونا تجربہ کار حکمرانوں سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اسی دوران تیمور جی ایک دشمن قبیلہ کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ مگر جلد ہی قراچار نوٹیاں کی مدد اور حکمت عملی سے نجات حاصل کر لی۔“

چنگیز خان نے دوبارہ تمام قبائل پر اپنی سرداری قائم کر لی۔ اب ان کو اپنی ضروریات وادی کے اندر پوری کرنے کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ ان کی آبادی بہت بڑھ چکی تھی۔ وادی سے باہر دشمن نکلنے نہیں دیتا تھا۔ تیمور جی نے اپنے تمام قبائل کو اکٹھا کر کے وعدہ لیا کہ اپنے

اندر برائیوں کی اصلاح کریں گے۔ یعنی زنا، جھوٹ، بددیانتی اور دوسری تمام برائیاں چھوڑ دیں گے تو وہ ان کی مدد کرے گا۔<sup>۱۴</sup>

تیمورچی نے اپنے تمام قبیلوں کی تنظیم کی اور انکو برائیوں سے پاک کر دیا۔ سب سے پہلے اس نے اس فوج کے خلاف اقدام کرنے کا فیصلہ کیا جو ان قبائل کو محصور کئے ہوئے تھی۔ منصوبے کے تحت اس نے اپنے تمام لوگوں کو تین دن بھوکا پیاسا رکھا۔ چوتھے دن منظم ہو کر اچانک ننگران دشمن پر حملہ کر کے تمام کو مار بھگایا۔ اتون خان جو اپنے علاقہ میں بہت دور تھا۔ خبر ملی تو اپنی نگران فوج کی شکست سے دل برداشتہ ہو گیا۔ کوئی اقدام نہ کر سکا۔ یہ پہلی فتح بغیر کسی نقصان کے حاصل ہو گئی۔ فاتحی نے حوصلہ پاکر خود اتون خان کے دار الحکومت کا محاصرہ کر لیا۔ تین ماہ کے محاصرے کے بعد دوسری فتح بھی حاصل ہو گئی اور اتون خان مارا گیا۔ اس فتح کے بعد بے شمار دولت بھی حاصل ہوئی تیمورچی نے تمام صحرائی علاقے کا حاکم اعلیٰ بننے کے بعد چنگیز خان کا لقب اختیار کیا۔<sup>۱۵</sup>

خوارزم، خراسان اور مادائسنہر کے ایک مسلمان حکمران سلطان محمد شاہ کو چین فتح کرنے کا خیال ہوا۔ اس نے اپنا ایک سفیر حالات معلوم کرنے کے لئے چنگیز خان کے پاس بھیجا جو سخت کف بھی لایا۔ چنگیز خان نے سفیر کی آمد کو اپنے لئے فخر سمجھا اور اپنے مد مقابل خاندان اتون خان کے بیٹے اور چچا کو جو اس کی قید میں تھے، بلا کر سفیر سے طویا کر دیں چنگیز خان کے پاس اتنی بڑی سلطنت کے سفیر کی آمد سے اس کی عزت افزائی ہوئی ہے۔<sup>۱۶</sup> چنگیز خان نے اس عزت افزائی کو دوستی میں مستحکم کرنے کی خاطر جو ابی تحائف ایک سو اونٹوں پر مشتمل ایک تجارتی قافلہ بھی روانہ کیا۔ راستہ میں محمد شاہ کے ایک حاکم قدر خان نے قافلے کو روک کر شاہ کو اطلاع دی کہ یہ لوگ جاسوسی کے لئے آئے ہیں اس لئے قابل

قتل میں۔ سلطان نے بلا تحقیق اجازت سے دی۔ اس قافلے کا ایک ساربان جو حام میں تھا بھی کے راستے نکل کر چنگیز خان کے پاس پہنچا اور واقعہ بیان کیا۔<sup>۱۷</sup>

چنگیز خان نے انتقام کی خاطر سات لاکھ پر مشتمل ایک لشکر روانہ کیا جس نے اترار پہنچ کر تمام آبادی کو شہید کر دیا اور یکے بعد دیگرے سمرقند، بخارا، ہرات، نیشاپور، مازندران کو تہ تیغ کیا۔ مگر سلطان محمد شاہ ان کے قابو میں نہ آیا۔ وہ بھاگ کر ایک جزیرے میں چھپ گیا اور چنگیز خان کا لشکر عراق کی طرف چلا گیا۔<sup>۱۸</sup>

سلطان پر چنگیز خان کا خوف اتنا طاری ہوا کہ وہ اس خوف سے ہی مر گیا۔ سلطان محمد شاہ کی والدہ نے وہ تمام سلطان اور شہزادے جو ان کے قید میں تھے دریا میں ڈال کر غرق کروا دیئے کہ چنگیز خان ان کو اپنی سلطنتوں پر بحال نہ کر دے۔<sup>۱۹</sup>

چنگیز خان نے سلطان کے تمام بیٹوں اور پوتوں کو بھی موت کے گھاٹ اتروا دیا۔ چنگیز خان نے بے شمار مسلمانوں کا قتل عام کیا مگلاں کی اصل وجہ خود مسلمان حکمرانوں نے بے گناہ تاجروں کی خونریزی کر کے پیدا کی تھی۔<sup>۲۰</sup> اترارے شام تک تمام شہروں اور قبضوں کی بربادی اور مخلوق خدا کے قتل عام کے بعد ۱۸ اگست ۱۲۲۶ء کو چنگیز خان جسمانی طور پر نہایت کمزور ہوئے اور ۱۷ برس کی عمر پانے کے بعد اس دنیا سے فانی سے کوچ کر گیا۔ چنگیز خان کی لاش کو منستان لے جا کر خفیہ طور پر ایک درخت کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ مگر کچھ عرصہ بعد ہی اس کی قبر کا نشان مٹ گیا۔<sup>۲۱</sup>

چنگیز خان نے اپنی رعایا اور فوج کو منظم کیا۔ اس کی لشکر گاہ میں کسی کو اجازت نہ تھی کہ کوئی گری ہوئی چیز کو اٹھائے صرف اس کا مالک ہی اٹھا سکتا تھا۔ جان بچانے کے لئے بھی جھوٹ نہ بول سکتے تھے۔

چنگیز خان نے اپنے آخری دنوں میں امراء اور بیٹوں کو جمع کر کے پوچھا کہ اس کا جانشین کس کو بنایا جائے۔ سب نے اس نامزدگی کا اختیار خود چنگیز خان کو دے کر

فیصلہ اس کی ذاتی رائے پر چھوڑ دیا۔ چنگیز خان نے اوکٹائی خان کو اپنا جانشین مقرر کیا اور چغتائی خان کو نصیحت کی کہ وہ اس کے اپنے مشیر اعلیٰ اور چغتائی کے امایق قرا چارٹو میں کو اپنے ساتھ اقتدار میں شریک رکھے اور خاص مقام دے۔ اس نے خزانہ سے اتنا تو منہ منگو کر دکھایا اور اس کے مطابق عمل کرنے کی وصیت کی۔<sup>۲۲</sup>

چنگیز خان نے نظریہ طاقت پر عمل کرتے ہوئے شمالی چین، ترکستان، تازقستان، ازبکستان، خراسان، ایران، عراق، شام، منگولیا، ہنچوریا اور ایشیائی روس کو بھی منحل سلطنت میں شامل کیا۔ یورپ کے ملک بلغاریہ، رومانیہ، ہنگری، چیکو سلاواکیہ اور پولینڈ بھی اس کے بیٹوں نے اس کی زندگی میں فتح کئے۔ چنگیز خان نے اپنے صحرائی علاقے میں قراقرم کو دارا حکومت بنا کر تمام مشرقی علاقوں پر حکمرانی کی۔ کہا جاتا ہے کہ چنگیز خان کے دور حکومت میں ایک کنواری لڑکی زیورات سے لدی ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک بلا خوف و خطر سفر کر سکتی تھی<sup>۲۳</sup>

## چنگیز خاں کی اولاد

چنگیز خاں کے ۴ بیٹے جو اس کی بیوی ”بورٹہ“ کی اولاد تھے نمایاں حیثیت حاصل کی۔  
اس کی بہت سی بیویاں تھیں اور ان کی اولاد بھی تھی۔<sup>۱۲</sup>

- ۱۔ جوچی کے علاقے سائبیریا، تبت، روس، اور ازبکستان، قازقستان۔
- ۲۔ اکتائی خطہ مغستان اور منگولیا کے علاقے اور خاتان جانشیں۔
- ۳۔ چغتائی۔ ماوراءالنہر، الغوز۔ ترکستان۔ دارالحکومت ”المالین“۔
- ۴۔ تولی۔ چین۔ دیار بکر دوسرے مغربی علاقے۔<sup>۱۳</sup>

### جوچی خاں

جوچی خاں سب سے بڑا تھا۔ چنگیز خاں نے اس کو چغتائی خاں کے ہمراہ خوارزم کے محمد شاہ کے خلاف مہم پر روانہ کیا۔ شاہ تو ان کے ہاتھ نہ لگا مگر انہوں نے اس کے تمام علاقے زیر نگیں کئے اور ان فتوحات کے بعد تمام آبادیوں کو زمین بوس اور مخلوقِ خدا کا قتال کیا اور بے شمار ظلم کئے۔ ان مظالم کے بعد جوچی خاں نے چنگیز خاں کے احکام ظلم

کے خلاف اظہار کیا تو چٹائی خان نے چنگیز خان کو اطلاع دی۔ چنگیز خان نے اُسے زہر دلو کر مروا ڈالا۔ اس کی موت ۱۲۲۷ء میں ۲۰ برس کی عمر میں ہوئی۔<sup>۲۵</sup>

چنگیز خان نے اس کے بیٹے باتو کو اس کا جانشین بنا کر ترکستان سے روم تک کا علاقہ بخش دیا۔ ۱۳ صدی میں اس کی اولاد نے اسلام قبول کر لیا۔ ۱۸ صدی تک قپچاق اور روسی علاقوں پر حکمران رہے۔ اس کی اولاد میں شیبانی خان نے ۱۷ صدی میں تاشقند سے سمرقند اور ہرات تک اپنی سلطنت کو وسعت دے کر حکومت کی۔ منہری غول کہلانے والے منیل اسی کی اولاد تھے۔ ان کے دو مشہور شہر سرائے اور استراخان بنائے جاتے ہیں۔ ان میں ایک حکمران قفمش کا نام امیر تیمور سے جنگ کی وجہ سے مشہور ہوا۔<sup>۲۶</sup>

## تولی خان

چنگیز خان کا سب سے چھوٹا اور پسندیدہ بیٹا تھا۔ باپ کی زندگی میں اُس کے پاس کوریا، منگولیا اور تبت کے علاقے تھے۔ اس کی اولاد یوان منیل کہلاتی تھی۔ تبت میں جا کر دلائی لامہ مشہور ہوئے۔ قبلائی بن تولی بن چنگیز کا دارالسلطنت بنایا تھا۔

باپ کے حکم پر اس نے نیشاپور، ہرات اور مرو کے علاقے فتح کئے۔ اس کی موت اپنے باپ کی زندگی میں ۱۲۲۷ء میں ہوئی۔

تولی خان کا بیٹا منگو تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو ایران اور عجم کی طرف ایک بڑی فوج دے کر ان مضبوط حکومتوں کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ ہلاکو خان کی اولاد جو ایران اور عراق پر حکمران رہی مسلمان ہو گئے۔ محمود خان غازان پہلا مسلمان تھا۔ چین، منگولیا اور کوریا میں اس کی اولاد نے بدھ مت اختیار کیا۔<sup>۲۷</sup>



## ادکتائی خان

چنگیز خان کا مقرر کردہ جانشین تھا۔ اس نے ۹ سال تک حکومت کی۔ مسلمانوں سے باقی بھائیوں کی نسبت بہتر سلوک کیا۔ مسجدوں کو دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت دیدی۔ اُچڑے ہوئے شہروں کو بسایا۔ اس کی موت کثرتِ شراب نوشی سے ۱۲۴۲ء میں ہوئی۔ اس نے کل ۹ سال حکومت کی۔ روسی ترکستان اور شمالی علاقے بھی اس کی مملکت میں شامل تھے۔ اس کا دارالحکومت کولورن تھا۔<sup>۱۸</sup>

ادکتائی خان نے اپنے عہدِ حکومت میں عدل قائم کیا۔ عام رعایا کی پرورش کی۔ مسلمانوں کے ساتھ باہمی شادیوں کو رواج دیا۔ فوج کی نگہداشت اور تنظیم کی۔ ادکتائی خان کی موت کے بعد مختلف قبائل میں جنگ چھڑ گئی۔ چغتائی خان کے بیٹوں نے بھی سرکشی کی، مگر ادکتائی خان کی بیوی ترکیمہ خاتون چار سال تک حکومت پر قابض رہی۔ آخر امیروں نے اُسے ادکتائی خان کے پاس بھیج کر اس کے بیٹے ایک کو خاقان بنالیا۔ ایک نے چغتائی خان کے سرکش بیٹوں کو قتل کروادیا۔ دو بچ کر چین بھاگ گئے۔ بہت سے سردار بھی جہنم رسید ہوئے۔

ایک کے دربار میں چینی کافروں کا بہت اثر تھا۔ وہ مسلمانوں کو دکھ پہنچانے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے تھے اور عمل کر داتے رہے۔ اور بہت حد تک انکی کامیابی رہی۔ ایک نے کل ۱۲ سال حکومت کی۔ اس کو ایک رات پیٹ میں درد ہوا۔

اور مسلمانوں کو اس کے مظالم سے نجات ملی۔<sup>۱۹</sup>

جب ایک نے وفات پائی تو چغتائی کے فرزندوں کو چھوڑ کر سب باتو کی بادشاہی پر متفق ہو گئے۔ مگر باتو نے اپنی خواہش پر سکو خان بن تولی خان بن چنگیز خان تخت نشین کروادیا۔ وہ اپنے بھائی برسا کی نصیحت پر مسلمان ہو گیا تھا۔ چغتائی کے لڑکوں نے سکو کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا جو ایک شہربان کی اچانک حاضری سے کامیاب نہ ہو سکا۔ سکو خان

اپنے ایک بھائی ہلاکو خان کو ایران اور عجم کی سلطنت دے دی۔ عتہ  
ملکو خود چین فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا، مگر اُسے ایک بڑی شکست ہوئی، وہ  
بھاگ کر ایک پہاڑی علاقے میں گھر گیا جہاں وہ خوراک کی سخت قلت اور قحط کے باعث  
لشکر کے ساتھ بھوک سے ختم ہو گیا۔ ملکو نے ۹ سال حکومت کی۔ ملکو اور باتونے مسلمانوں  
سے بہتر سلوک کیا۔ بعض تواریخی شواہد کے مطابق مسلمان ہو گئے تھے۔

### چغتائی خان

چنگیز خان کی زندگی میں ماورائے نہر، تار تان، کاشغر اور ترکستان کے علاقے اس کچھ  
تحویل میں تھے۔ اس نے اپنے باپ کی وصیت کے مطابق اپنے آلیق اور باپ کے مشیر اعلیٰ  
وزیر اعظم قراچار نوئیوں سے اپنی بیٹی توکل خانم کی شادی کر کے رشتہ داری قائم کی اور اپنے علاقوں کا انتظام  
نہیں کر کے خود اوکٹائی خان کے پاس سکونت اختیار کر لی اور امور سلطنت میں اس کا ہاتھ بٹاتا رہا۔ یہ  
شخص مسلمانوں کا بہت بڑا دشمن تھا۔ المایق چغتائیوں کا پایہ تخت تھا۔<sup>۳۲</sup>  
چغتائی خان کی موت شکار گاہ میں ایک باز گشتہ تیر پھینکنے سے ہوئی۔ یہ تیر اس کی پشت  
پر لگا اور مہلک ثابت ہوا۔ یہ واقعہ ۱۲۴۱ء میں اوکٹائی خان کی موت سے ۶ ماہ پیشتر پیش آیا۔

### قراچار نوئیوں

قراچار نوئیوں جو تھی پشت میں کچھ لا بہادر بن تو منہ خان کی اولاد تھا۔ اور تو منہ خان  
کے عہد نامہ کے مطابق چنگیز خان کا مشیر اعلیٰ بنا۔ اپنے عہد حکومت کے شروع میں تیمورچی دشمنوں کے  
ہاتھ قید ہو گیا تھا، تو قراچار نوئیوں کی مدد سے رہائی حاصل کی۔

چنگیز خان نے مرتے وقت چغتائی خان کو نصیحت کی تھی کہ وہ اپنے آلیق اور اس کے  
مشیر اعلیٰ کو اقتدار میں شریک رکھے اور دونوں کے درمیان باپ بیٹے کا رشتہ قائم کرے۔

چغتائی خان نے اپنی بیٹی کا رشتہ قراچار نوئیاں کو دے کر اور علاقوں کا انتظام اس کے حوالے کر کے خود اکتائی خان کے پاس سکونت اختیار کر لی۔ چغتائی خان کی موت کے بعد وہ خود مختار حکمران ہو گیا تھا۔ مگر اس نے چغتائی کے بیٹوں کو اقتدار میں شریک رکھا اور تربیت کرتا رہا۔ اس کے بیٹے اور پوتے کو خان بنایا۔ (یعنی مگو۔ تارا ہلاگو)

قراچار نوئیاں نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو مختلف علاقوں سے تلاش کر کے (سمرقند) کش کے علاقے میں آباد کیا۔ مقامی ترک اور ایرانی باشندوں میں رہائش اختیار کر کے اس قبیلے نے اپنی علیحدہ قومیت کھودی اور ترکی زبان کے غلبے کی وجہ سے ترکی بولنے لگے اور ترک کہلائے۔ قراچار نوئیاں نے ۸۹ سال عمر پا کر ۱۲۵۷ھ میں وفات پائی۔ اس کا بیٹا بجل نوئیاں جانشین بنا۔ اس کے پوتے امیراٹنگز سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔<sup>۲۳</sup>

## ہلاکو خان

ہلاکو خان کو اپنے بھائی کی طرف سے ایران اور عجم کی حکمرانی ملی اور بڑا لشکر بھی ملا۔ جس کی مدد سے اس نے عراق فتح کرنے کا پروگرام بنایا جہاں پر امیر المومنین مستعین باللہ کی حکمرانی تھی مگر اس کے امراء میں اختلافات تھے۔ خاص طور پر وزیر اعظم احمد کی امیر المومنین کے بیٹے ابو بکر سے دشمنی تھی۔ احمد نے خفیہ خط لکھ کر ہلاکو خان کو حملے کی دعوت دی اور اپنی فوج کو دشمن کے سامنے لانے کی بجائے ملک کے دوسرے حصوں میں تعینات کر دیا۔ ہلاکو خان مقابلہ کے بغیر ہی بغداد میں داخل ہو گیا۔ چند مجاہدین نے دجلہ کے پل کو تباہ کر دیا۔ مجاہدین قریب ایک فیسی علاقے میں پڑے تھے کہ احمد نے ان پر پانی پھوڑ دیا۔ جس سے مجاہدین کے حوصلے کمزور گئے۔ احمد کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس کر امیر المومنین خود ہی ہلاکو خان کے پاس پہنچ گئے۔ ہلاکو خان نے امیر المومنین سے حکم جاری کر دیا کہ تمام امراء کو بھی قتل

کر دیا۔ اور شہر میں تباہی مچادی۔ سلطان شاہ، دوسرے جرنیلوں اور البوکھریہ ہمیشہ  
تاریوں کا مقابلہ کرتے رہے تھے شہید کر دیا گیا۔<sup>۳۴</sup>

ہلاکو خان نے خلیفہ کی بیویوں اور ایک بیٹی کو منگو خان کے پاس بھیج دیا۔ اور امیر المومنین  
کو شہید کر دیا۔ بغداد میں آباد تمام سرکردہ خاندانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور بے شمار  
بے گناہ شہری قتل کئے گئے۔ ہلاکو خان کی اولاد عرصہ دراز تک ایران میں حکمران رہی۔ یہ  
خاندان ایل خان کے نام سے جانا جاتا تھا۔ بعد میں مسلمان ہو گئے۔<sup>۳۵</sup>

## چغتائی خان کی اولاد

چغتائیوں کا صدر مقام آلیق تھا۔ یہ کلبی کے نزدیک ایک غیر آباد علاقے میں قائم تھا۔ یہ ان کی اپنی زندگی کا آئینہ دار تھا۔ ورنہ سمرقند اور بخارا جیسے شہران کی سلطنت میں موجود تھے۔

عام طور پر چغتائیوں کے ہاں عدم استحکام رہا۔ ۵۰ سال کے عرصہ میں ۵۱ حکمران تبدیل ہوئے۔ وہ منغل جو خاقان بننے کے اہل تھے آپس میں لڑ کر مر چکے تھے۔ کسی نے ۱۰ سال سے زیادہ عمر نہ پائی۔ تغلق تیمور نے کچھ آرام کا سانس لیا۔<sup>۲</sup>

### تغلق تیمور

تغلق تیمور بن عیسیٰ بگاہ بن کازان بن برکات بن کارا یسویں موتا آکان بن چغتائی بن جنگیز خان تھا

اسکے والد عیسے بگا کی دو بیویاں تھیں: انش خاتون خان کی پسندیدہ مگر بانجھ تھی۔ دوسری بیوی مالک کو پہلی بیوی نے گھر سے نکال دیا۔ جب ان کا خاوند کسی مہم پر درگیا ہوا تھا مالک ایک شخص شرویل کے ساتھ گنم ہو گئی۔ عیسے بگا کے بعد جب کئی خان بھی زندہ نہ بچا تھا۔ اس لئے ملک میں ہر طرف بد انتظامی پھیل گئی۔ عیسے بگا کے امیر بلاجی کو معلوم ہوا کہ عیسے بگا کی بیوی مالک کو جب گھر سے نکالا گیا تو وہ امید سے تھی اور اُس نے ایک بیٹا جنم دیا تھا۔ امیر بلاجی نے اس کے اس بیٹے جس کا نام تغلق تیمور تھا تلاش کر کے خاقان بنایا اور ملک کی بد انتظامی کو دور کیا۔ اس طرح تغلق تیمور کے پاس مغستان اور وسط ایشیا کی حکمرانی آگئی۔ اس وقت تغلق کی عمر ۱۸ برس تھی۔<sup>۳۶</sup>

### تغلق تیمور کا قبول اسلام

ایک دن تغلق اپنے کتوں کو سور کا گوشت کھلا رہا تھا کہ اس کے سپاہی کچھ اجنبی مسلمانوں کو بلا اجازت شکار کھینے کے جرم میں پکڑ لائے۔ خان نے ان اجنبی مسلمانوں سے سوال کیا۔ ”تم اس کتے سے بہتر ہو یا یہ کتا تم سے بہتر ہے؟“ ان اجنبی لوگوں میں مشہور مبلغ اسلام شیخ جمال الدین بھی شامل تھے وہ بولے۔ ”اگر میں یقین رکھتا ہوں (اللہ تعالیٰ میں) تو میں دونوں سے بہتر ہوں، اور اگر یقین نہیں رکھتا تو یہ کتا مجھ سے بہتر ہے۔“<sup>۳۷</sup>

تغلق تیمور شیخ جمال الدین کے جواب سے متاثر ہوا اور اُسے دوسرے دن پیش کرنے کا حکم دیا۔ دوسرے دن خان نے شیخ سے اس جواب کی تفصیل پوچھی۔ ان کی تفصیل سے تغلق کے دل میں قبول اسلام کا جذبہ پیدا ہوا۔ اُس نے شیخ سے وعدہ لیا کہ وہ اسے دوبارہ ملیں جب وہ اپنے دارالسلطنت میں قیام پذیر ہو تاکہ تمام رعایا کے سامنے اعلانِ کفر سکے۔ شیخ رہا ہو کر واپس اپنے گھر پہنچ گئے۔<sup>۳۸</sup>

والہی پر شیخ صاحب کی طبیعت ناساز رہنے لگی تو انہوں نے اپنے بیٹے شیخ ارشد الدین کو اپنی تعلق تیمور سے بات چیت اور وعدہ کا قلعہ بنایا اور وصیت کی کہ وہ خان سے مل کر اس کو اپنا وعدہ یاد دلائے۔

شیخ جمال الدین کی موت کے بعد ان کے بیٹے شیخ ارشد الدین نے مغستان پہنچ کر تعلق کو اپنے باپ کے ساتھ کئے گئے وعدہ یاد دلایا۔ تعلق نے تمام درباریوں اور ان کی اولاد کو بھی قبولِ اسلام کی دعوت دی اور اسلام کے فضائل بیان کئے۔ شیخ صاحب کے دلائل کا اثر ہوا اور تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔ مگر تعلق کے ایک بیٹے حیر اس نے عذر پیش کیا کہ اگر مولانا کشتی میں ان کے ایک بڑے پہلوان کو مات دے دیں تو وہ بھی مسلمان ہو جائے گا۔ یہ کوئی دلیل یا متعلقہ پیش کش نہ تھی۔ پھر بھی مولانا کشتی لڑنے پر راضی ہو گئے۔

مولانا پہلوان کی نسبت بہت کمزور نظر آتے تھے مگر میدان میں نکلتے ہی مولانا نے پہلوان کی چھاتی میں ایک زبردست مکار کر اُسے بیہوش کر دیا۔ ہوش میں آنے کے بعد پہلوان نے مولانا کے پاؤں پر گر کر معافی مانگی۔

اس فتح کے بعد ۶۰ لاکھ سے زیادہ لوگ مسلمان ہوئے اور مغستان کے قبائل کے قبائل مسلمان ہوتے چلے گئے۔ تعلق جب مسلمان ہوا اس کی عمر ۶۲ برس تھی۔

تعلق تیمور نے مغستان میں اپنا تسلط قائم کرنے کے بعد مادرا لشہر کی طرف فوج کشی شروع کی جہاں پر قراچار نوٹیاں کا قبیلہ آباد تھا اور اس کی اولاد میں سے امیر تیمور کا چچا حاجی برلاس حاکم تھا۔ منغل افواج کی خبر سن کر حاجی برلاس بھاگ کر خراسان چلا گیا۔ عام رعایا منغل فوج کی لوٹ مار سے خوف زدہ تھی۔ حالات پر قابو پانے کے لئے امیر تیمور نے اپنے چچا کی اجازت سے خاتان کے سامنے پیش ہو کر خراج کی بھاری ادائیگی کے عوض منغل فوج کی والہی کے احکام حاصل کر لئے۔ امیر حمید کی رائے سے امیر تیمور

کو مادر السنہر کا گورنر مقرر کیا گیا۔<sup>۲۲</sup>

گورنر بن کر امیر تیمور نے اپنے علاقے میں بہت مقبولیت حاصل کی جو حکمران کے اقتدار کے خلاف تھی اس لئے تغلق نے امیر تیمور کو معزول کر کے اپنے بیٹے ایساں خواجہ کو گورنر بنا کر بھیجا۔ امیر تیمور کی ایساں خواجہ سے نہ بنی وہ بھاگ کر تندورز چلا گیا۔

ایساں خواجہ نے ۱۰۰۰ فوج کا ایک دستہ امیر تیمور کے پیچھے روانہ کیا۔ اس وقت امیر کے پاس صرف ۶۰ آدمیوں کی ایک جماعت تھی مگر تمام ہانہاز اور تجربہ کار ایک خونریز جنگ کے بعد مغل فوج کے ۶۰ اور امیر کے ۱۰ آدمی زندہ بچے اور امیر کو فتح ملی۔<sup>۲۳</sup>

اس فتح کے بعد کئی دوسرے امیر زادے بھی تیمور کے ساتھ شامل ہوتے چلے گئے اور اس نے مغل فوج کو کئی معرکوں میں شکست دے کر وسط ایشیا سے نکال دیا۔ امیر تیمور نے یہ جنگیں زیادہ تر اپنی ذاتی تدبیروں اور فوجی حکمت عملی سے کم سے کم خون بہا کر جیتیں۔ اس طرح مادر السنہر اور کاشغریں دو مختلف حکومتیں قائم ہو گئیں۔

کاشغریں تغلق تیمور کی موت کے بعد قمر الدین نے اقتدار سنبھالا تو امیر تیمور نے اُسے پے درپے شکستیں دیں۔ اس کے گم ہو جانے کے بعد جب خضر خواجہ خاقان بنا تو امیر تیمور نے غلستان کے علاقوں کی طرف کوئی بھی مہم نہ کی۔

دوسری جانب تغلق تیمور کے محسن امیر بلاجی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بھائی قمر الدین نے خاقان سے استدعا کی کہ اس کو بھائی کی جگہ امیر بنا دیا جائے۔ کیونکہ اس کے بھائی کا بیٹا خدا داد اس وقت ۷ برس کا تھا۔ تغلق نے یہ درخواست منظور نہ کی اور خدا داد کو ہی امیر بنایا۔ ۳۴ برس کی عمر میں تغلق تیمور نے ۳۳ اور ۳۴ میں وفات پائی۔<sup>۲۴</sup>

تغلق تیمور کی موت کے بعد قمر الدین نے ایک ہی دن خاقان کے ۱۸ بیٹوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور خود اقتدار سنبھال لیا۔ خدا داد اور اس کی والدہ نے خاقان کے



ایک درد دھپیتے بیٹے خضر خواجہ کو بچا لیا اور بنخشان کی پہاڑیوں میں روپوش ہو گئے۔

## قمر الدین

قطب الدین امیر بلاجی کا بھائی تھا۔ تغلق تیمور کے بعد اس کے اقتدار پر زیادہ تر امیر بھاگ کر امیر تیمور سے مل گئے۔ قمر الدین اور امیر تیمور کے درمیان جنگوں میں امیر تیمور کامیاب رہا۔ ایک جنگ کے بعد جہانگیر مرزا بن تیمور نے قمر الدین کی بیوی کا ریڑھی دٹا ڈالنا کو گرفتار کر کے اپنے باپ کے پاس بھیج دیا۔ امیر تیمور نے دلشاد آغا سے شادی کر لی۔ ایک دوسری جنگ میں قمر الدین زخمی ہو گیا۔ اس کا گھوڑا بھی مارا گیا مگر وہ خود بھاگ گیا۔ اپنے آخری ایام میں قمر الدین بہت کمزور ہو گیا تھا۔ جنگ سے دور رکھنے کے لئے اس کے آدمیوں نے اسے جنگل میں کچھ خوراک کے ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ مہم کے بعد اسے تلاش کیا گیا مگر وہ برآمد نہ ہوا۔ اس کے بعد امیر تیمور نے مغتبان پر کوئی حملہ نہ کیا۔

## خضر خواجہ

خضر خواجہ تغلق تیمور کا وہ بیٹا تھا جس کو امیر خداداد اور اس کی والدہ نے قمر الدین کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچا لیا تھا۔ قمر الدین کے گم ہو جانے کے بعد مغتبان کے امیروں اور امیر خداداد خضر خواجہ کو امیر اور خاقان بنایا۔ خضر خواجہ نے امیر تیمور سے صلح کا معاہدہ کر کے علاقے میں امن قائم کیا اور اپنی بیٹی توکل خانم کی شادی امیر تیمور سے کر کے اپنی رشتہ داری کی تجدید کی۔

خضر خواجہ نے خاقان بن کر بہت سی اصلاحات کیں۔ اپنے دربار کا وقار بحال کیا۔ امیروں

پر خود اعتمادی سے تسلط قائم کیا۔ خضر خواجہ نے اپنے محسن امیر خداداد کو "ترخان" لقب سے نوازا۔ ان ۹ مراعات کے علاوہ ۳ اضافی مراعات بخشیں۔<sup>۴۸</sup>

محمد خان خضر خواجہ کا بیٹا تھا۔ اس کی موت کے بعد خاقان بنایا گیا۔ یہ شخص بہت عقلمند اور پکا مسلمان تھا۔ اس کے عہد میں بے شمار منغل قبائل نے اسلام قبول کیا۔ اس نے اپنے عہد میں ایک عالی شان اسلامی درس گاہ قائم کی۔

عیسائی لہگہ سے پہلے ہی منغل حکمران آپس کی جنگوں میں ختم ہو چکے تھے۔ کسی نے ۴۰ سال سے زیادہ عمر نہ بائی تھی۔ عیسائی لہگہ کے اکوڑے بیٹے کی بھرپور اولاد کو قمر الدین نے ایک ہی دن ختم کر دیا۔ صرف خضر خواجہ بچا تھا اور یہ کارنامہ امیر خداداد نے انجام دیا تھا۔ محمد خان کے بعد حکمرانوں کی نسل میں تمام منغلستان کو متحد رکھنے والا کوئی نہ رہا۔ شیر علی، اویس اور عیسائی لہگہ، یونس خان اور الاچا خان، امیر تیمور کی اولاد کو مغربی علاقوں کا بااقتدار حکمران تسلیم کرتے تھے اور انکی مدد سے کاشغر پر اپنا تسلط قائم رکھنے میں کامیاب رہے۔<sup>۴۹</sup> بعد میں رفتہ رفتہ یہ ڈگمگاتے دیئے ایسے بکھے کہ منغل خاقان حکمرانوں کا نام و نشان مٹ گیا۔

۱۵ صدی کے آخر تک پنجابی منغل اور قراچار نوٹیاں کا قبیلہ مادرا النہر کے علاقے میں مقامی آبادی کے ساتھ رہتے رہے اور مقامی (ترک) آبادی کے ساتھ شادیاں کر کے اپنے تشخص کھو دیا۔ اب ان کی زبان اور عادات بھی ان جیسی ہو گئیں مگر مشرقی علاقے منغلوں کے دار الحکومت کے زیرِ نگیں تھے۔ ۱۶ صدی کے خاتمے تک اور کاشغر کے زیرِ اطاعت علاقے ۱۶ صدی کے وسط تک ہی ایک قوم کی حیثیت سے ختم ہو گئے۔ کیونکہ حکمران خاندان میں کوئی بھی زندہ نہ بچا تھا جو اپنی حکومت قائم رکھ سکتا۔<sup>۵۰</sup>

## قدیم مغلوں کا طرز زندگی

- ۱۔ مغل جنگجو اس خاتان کی ملازمت میں نہیں رہتے تھے جو ان کے ساتھ خانہ بدوش زندگی بسر نہ کرتا تھا۔<sup>۵۱</sup>
- ۲۔ مغل خاتان اپنے دربار وراثتی شان و شوکت کے ساتھ بڑے بڑے خیموں میں منتقل کرتے تھے۔ جسے بارگاہ کہتے تھے۔<sup>۵۲</sup>
- ۳۔ اعلیٰ نسل کے دشمن سے بیٹے بیٹیوں کی شادیاں کرتے۔ تاجروں اور زراعت پیشہ میں شادی کرنا نسل کو تباہ کرنا کہتے تھے۔<sup>۵۳</sup>
- ۴۔ خاتان کئی بیویاں کرتے تھے مگر اعلیٰ نسل کی بیوی اور اولاد کو مقام ملتا تھا۔ تیمور کی اولاد نے اعلیٰ نسل کے عمار کے ساتھ اپنی اولاد کے رشتے کیے۔<sup>۵۴</sup>
- ۵۔ مغل خاتان اپنی اولاد کی تربیت کے لئے آتالیق مقرر کرتے تھے۔ جو ان کو آداب شاہی، قوانین حکومت اور فن سپہ گری سکھاتے تھے۔<sup>۵۵</sup>
- ۶۔ دشمن کی نسل ختم کرنے کا اصول نبھاتے تھے۔<sup>۵۶</sup>
- ۷۔ مغل سفیر بھیج کر دوسری حکومتوں سے تعلقات قائم کرتے تھے۔
- ۸۔ خاتان اپنی رعایا کا محافظ ہوتا تھا۔ ان کی تمام ضروریات پوری کرنا اس کے فرائض میں شامل تھا۔<sup>۵۷</sup>
- ۹۔ خاتان کے پاس لامحدود اختیارات ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ ہر قسم کے نئے فساد پر قابو پالیتے۔ فیصلے باہمی مشورے سے کرتے تھے۔<sup>۵۸</sup>

- ۱۰۔ خاقان کے سامنے پیش ہونے والے باغی ملزموں کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر لایا جاتا تھا۔ چنگیز خان نے ضابطہ اختیار نافذ کیا جسے ٹوڑہ چنگیزی کہا جاتا تھا۔ اسکو امیر تیمو نے بھی اپنایا۔
- ۱۱۔ زمین کی ملکیت حکومت کی ہوتی تھی۔ زمین کھودنے والوں کو کمزور اور بزدل سمجھتے تھے۔ زراعت بذریعہ کاشتکار مزراعت کرتے تھے۔<sup>۵۹</sup>
- ۱۲۔ منغل خود مویشی پالتے جو ان کی ذاتی ملکیت ہوتے تھے۔ ان کا دودھ پیتے، گوشت کھاتے اور کھال سے جیسے بنا کر ان میں رہائش رکھتے تھے۔<sup>۶۰</sup>
- ۱۳۔ منغل کھلے میدانوں میں دشمن کا مقابلہ کرتے۔ قلعہ بند ہونا بزدلی سمجھتے۔ منغلوں کو وراثت میں صرف تلواریں تھیں۔<sup>۶۱</sup>
- ۱۴۔ اعلیٰ کارکردگی پر خاقان کی طرف سے اعزازات ملتے تھے۔ "ترخان" اعلیٰ ترین اعزاز تھا۔<sup>۶۲</sup>
- ۱۵۔ منغلوں کا پیشہ جنگی اور لوہار تھا۔<sup>۶۳</sup>

## تورہ چنگیزی "یاسا"

تیمور چپ نے مغلاتان فتح کرنے کے بعد تمام منغل خانوں کی کونسل جس کو "کرتا" کہتے تھے کے تحت جمع ہوئے۔ چنگیز خان نے تجویز کیا کہ ہمیں ایک شخص کے زیر حکومت رہنا چاہیے، تاکہ دوسروں پر بھی ہمارا اثر قائم ہو سکے۔ ماضی قریب کے حالات کے مد نظر تو جن کو متفقہ طور پر سربراہ چُن لیا گیا۔ اور اس کو چنگیز خان کا لقب دیا گیا۔ اس طرح علاقے کے تمام ترک اور منغل اکٹھے ہو گئے۔

اب چنگیز خان نے اپنے لوگوں کی اصلاح کے لئے قانون وضع کئے اور اس مجموعہ قوانین کا نام تورہ چنگیزی رکھا۔ ان قوانین کی مکمل تفصیلات تو دستیاب نہیں لہذا خاص خاص درج ذیل ہیں :-

- (۱) خدا ایک ہے۔ زمین و آسمان اُسی نے بنائے ہیں۔ تمام انسانوں کی زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ دولت اور مفلسی اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ ساری طاقت اسی کے پاس ہے۔
- (۲) تمام مذاہب کے رہنما اور شریکِ کار جو مسجدوں، گرجوں اور دوسرے انسانی ہمدردی کے اداروں سے منسلک ہو۔ گورنمنٹ کو ٹیکس ادا کرنے سے مستثنیٰ قرار دئے گئے۔
- (۳) ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو بادشاہ کہلوانے کا علی مظاہرہ کرے سزائے پائے بجز اُن لوگوں کے جو کونسل منتخب کرے۔
- (۴) کوئی بھی شخص منغل کونسل کی اجازت حاصل کر کے اعزازی لقب اختیار کر سکتا ہے۔
- (۵) کس شخص کو اختیار نہیں کہ وہ بالا بالا دشمن سے صلح کرے جب تک وہ ہتھیار نہ ڈال دے۔

(۶) فوج کے دس افراد پر ایک افسر مقرر کیا جاتا تھا۔ اس طرح ایک ہزار اور دس ہزار پر بڑے آفیسر مقرر ہوتے تھے۔ اس ترتیب سے بہت جلد اعلیٰ کمانڈ بن جاتی تھی۔  
(۷) جب کوئی نئی مہم شروع کی جاتی تو سپاہیوں کو ان کے آفیسر ہتھیار مہیا کرتے تھے۔ سپاہی ہتھیاروں کی دیکھ بھال کے ذمہ دار ہوتے۔ جنگ سے پہلے اعلیٰ عہدیدار ان ہتھیاروں کا معائنہ کرتے تھے۔

(۸) دشمن کی شکست کے فوراً بعد سپاہیوں کو لوٹ کی اجازت نہ تھی۔ خلاف ورزی کرنے پر موت کی سزا دی جاسکتی تھی۔ آفیسر انچارج کی اجازت کے بعد جو طے حاصل کر سکتے تھے مگر خاتان کا حصہ جمع کرنا ان کا فرض تھا۔

(۹) امن کے زمانے میں فوج کی تربیت موسم بہار میں بڑے شکار کا بندوبست کر کے کی جاتی تھی۔ اسی لئے عام رعایا کے لئے مارچ اکتوبر تک شکار پر پابندی لگادی جاتی تھی۔

(۱۰) شکار کا گلہ کاٹنا منع تھا۔ چھاتی چاک کر کے دل اور انٹڑیاں شکاری خود نکالتا تھا۔

(۱۱) گوشت کو ابال کر کھانے کی اجازت مل گئی تھی جبکہ اس سے پہلے ایسا کرنا منع تھا۔

(۱۲) آفیسروں اور اعلیٰ فوجی عہدیداروں کی ذمہ داریوں کا خاص رویکار ڈتبار کیا گیا تھا۔

(۱۳) جو لوگ جنگ میں شرکت نہ کرتے تھے ان کو کچھ عرصہ خاتان کے پاس بلا معاوضہ کام کرنا پڑتا تھا۔

(۱۴) ایک گھوڑا یا اسی مالیت کی دوسری اشیاء کی چوری کی سزا موت تھی۔ کم قیمتی اشیاء کی چوری کی سزا بھی کم تھی۔

(۱۵) رعایا کا کوئی فرد کسی مغل کو اپنا ملازم یا غلام نہیں رکھ سکتا تھا۔

(۱۶) دوسروں کے غلاموں کو پناہ دینا قابل سزائے موت تھا۔

(۱۷) ہر شخص بیوی خریدتا تھا۔ خان کو بیچ نسل میں شادی کرنا منع تھا۔ بیوی تمام گھریلو

اشیاء کی مالک ہوتی۔ مرد فوجی خدمات انجام دیتے اور شکار کھیلتے تھے۔ لوڈیوں

کی اولاد کم حیثیت گنتی جاتی تھی۔ تمام وراثت کی حقدار پہلی بیوی کی اولاد ہوتی تھی۔

(۱۸) زنا کی سزا موت تھی۔ ان کو ہاتھ سے قتل کیا جاتا تھا۔

(۱۹) شادیاں اپنی حیثیت کے خاندانوں میں ہوتی تھیں۔

(۲۰) کٹر کتی بارش اور آندھی کے وقت دریا میں نہانا یا کپڑے دھونا منع تھا۔

(۲۱) ملک اور قوم سے غداری اور جھوٹی شہادت کی سزا موت تھی۔

(۲۲) اعلیٰ فوجی آفیسروں کا ذمہ داری سے کوتاہی، انحراف، سالانہ اجتماع میں عدم شرکت

یا دوسری بڑی خلاف ورزی کی سزا بھی موت تھی۔

(چنگیز خان ہیرہ لڈیم ص ۲۲ تا ۲۰۵)





## ترخان

ترخان مغلوں کا سب سے بڑا خطاب / اعزاز تھا۔ جو مغل خاتان اپنے برادر مغلوں کو جنگ میں بہادری کا مثالی کارنامہ سرانجام دینے پر دیتے تھے۔ ترکے معنی بہتر، اعلیٰ۔ یعنی اعلیٰ خان۔ جیسے پاکستان میں ”نشانِ حیدر“ پانے والا منفرد حیثیت رکھتا ہے۔

چنگیز خان نے اپنے ساتھی کشک اور باتانامی دو مغلوں کو ترخان کے خطاب سے نوازا۔ ان دونوں نے دشمن کے متعلق صحیح اور مکمل اطلاعات فراہم کیں۔ جس کی وجہ سے چنگیز خان کو کامیابی ہوئی۔

امیر تیمور جب اپنی اوائل زندگی میں شکار کرتے ہوئے۔ راستہ بھول گیا تھا۔ ایک آبادی میں پہنچا تو مقامی لوگوں نے اسے پہچان کر خوب خاطر تواضع کی۔ جب امیر تیمور نے اقتدار سنبھالا تو اس نے ان لوگوں کی خوب عزت کی اور ترخان کے لقب اور دوسری مراعات دیں۔ ایک جنگ کے دوران امیر تیمور نے ہلاکو خان کے پوتے ایکوٹر کو ترخان کا لقب عطا کیا۔ تعلق تیمور نے اپنے امیر ’بلاچی کو ترخان‘ کا اعزاز دیا۔ خواجہ خضر نے اپنے محسن امیر خداداد کو سہ اضافی مراعات ساتھ ترخان کے خطاب سے نوازا۔ جس نے خواجہ خضر کو جو اس وقت دودھ پیتا بچہ تھا بدخشاں کے گمنام پہاڑوں میں بچا کر لے گیا اور اس کی پرورش کی۔ اس سے پہلے قمر الدین نے تعلق تیمور کے بقیہ تمام بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

## اعزاز یافتہ ترخان کی مراعات

منگولوں کے ہاں ترخان اعزاز سب سے بڑا تھا۔ یہ اعزاز صرف منگولوں کو دیا جاتا تھا۔ جو جنگ میں نمایاں کارکردگی دکھاتے تھے۔

ترخان اعزاز بنانے والوں کو مندرجہ ذیل مراعات حاصل تھیں۔

- ۱۔ جنگ میں شامل نہ ہونے کے باوجود مالِ غنیمت میں حصہ ملتا تھا۔
- ۲۔ ہر قسم کے ادائیگیوں اور تعمیل احکامات سے مستثنیٰ تھے۔
- ۳۔ شاہی خیمہ میں بلا اجازت داخل ہو سکتے اور اپنی پسند کی ہر چیز حاصل کر سکتے تھے۔
- ۴۔ شاہی دربار میں حاضری سے بھی مستثنیٰ تھے۔ رخصت کے لئے اجازت کی ضرورت نہ تھی۔
- ۵۔ دربارِ مال میں ترخان خاتان کے بائیں اور امیر پشت میں بیٹھے تھے۔ ان پر ایک تیر در پر بیٹھنے کی پابندی نہ تھی۔ طلاق بہن کو امرار عطا بھی ساتھ لاسکتے تھے۔
- ۶۔ خاتان کی موجودگی میں شکار کھیلتے جبکہ کسی دوسرے کو اجازت نہ تھی۔
- ۷۔ ان کو نفارہ اور تومان استعمال کرنے کی اور جھنڈا رکھنے کی اجازت تھی
- ۸۔ ان کے دو محافظوں کو شاہی فوج کا لباس پہننے کی اجازت تھی۔ خود شاہی لباس استعمال کر سکتے تھے۔
- ۹۔ جشن یا شادی کی دعوت کے موقع پر سب لوگ پیدل چلتے تھے مگر ان کو گھوڑا استعمال کرنے کی اجازت تھی۔
- ۱۰۔ دعوت کے دوران بادشاہ کو پیالہ دائیں جانب سے پیش کیا جاتا۔ اسی طرح ترخان کو پیالہ بائیں جانب سے پیش کیا جاتا تھا۔
- ۱۱۔ ہر حکم نامے پر خاتان کی مہر کے ساتھ ترخان کی مہر بھی لگائی جاتی تھی۔ اس طرح

۱۲۔ قتل جیسے جرم میں موت و قتل معاف تھے۔ دوسری قتل کی سزا کی معافی کی کوئی گنجائش نہ تھی۔

کسی دوسرے جرم کے سرزد ہو جانے کی صورت میں و برابر معافی معافی پکارنے پر پر جرم معاف تصور کیا جاتا تھا۔

یہ مراعات ان کی و ریشہ توں تک تا کم رہتی تھیں۔ تمنا کا خطاب پانے والے مغلوں کی مکمل تفصیل نہیں ملتی۔ البتہ چند ایک کا ذکر تاریخ میں پایا جاتا ہے۔ تاریخ رشیدی ص ۵۲ تا ص ۵۶



## مُغلوں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ کی وجہ

محمد شاہ غورزم ایک بہت بڑا مسلمان بادشاہ تھا۔ اس کے دل میں چین فتح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تو اس نے اپنے سفیر کو تحائف دے کر چنگیز خان کے دربار میں بھیجا کہ وہاں کے حالات معلوم کر لائے۔ چنگیز خان نے سفیر کی بہت قدر کی۔ اس کو اتھون خان کے بیٹے اور بھائی سے ملوایا۔ تاکہ اپنے دشمنوں پر ثابت کر سکے کہ وہ بھی ایک مانا ہوا حکمران بن گیا ہے۔ اس عزت افزائی کے جواب میں چنگیز نے تحائف دے کر اپنا سفیر اور ایک سو اونٹوں کا ایک تجارتی قافلہ بھی روانہ کیا تاکہ دونوں مملکتوں کے درمیان تجارت کو بھی فروغ دیا جائے۔

جب یہ قافلہ ترار کے مقام پر مسلمانوں کے علاقے میں داخل ہوا۔ گورنر تدر خان کی نیت میں فتور پیدا ہو گیا۔ اس نے تمام مال، ہتھیار، غرض سے قافلے کے دلوں پر الزام لگایا کہ وہ خفیہ رازر معلوم کرنے کے لئے آئے ہیں اور قابلِ قتل ہیں۔ سلطان کو اطلاع دے کر ان کے قتل کی اجازت حاصل کر لی۔ قتل کرنے کے بعد ان کا مال ٹوٹ لیا۔ اس قافلے کا ایک ساربان حوچام میں تھا۔ بھٹی کے راستے نکل کر چنگیز خان کو تمام حالات سے آگاہ کیا۔

چنگیز خان نے اکیڑی فوج جسے کی اور ترار پہنچ کر تمام آبادی کو قتل کر دیا۔ سلطان پر چنگیز خان کی بہت چھائی۔ فوج کو مختلف اطراف میں پھیلا کر خود عراق کی طرف ایک جزیرے میں چھپ گیا۔ چنگیز خان نے تمام چھوٹے بڑے شہروں اور آبادی کا قتل عام کیا۔ کیونکہ وہ سلطان کی صلاحیتوں کے قے سن چکا تھا۔ چنگیز خان کا خیال تھا اگر سلطان زندہ رہے گا تو علمِ جہاد ضرور اٹھائے گا۔ اور اس کی پیدا کردہ اتنی بڑی سلطنت تباہ ہو جائے گی۔ اس کا اسلامی ممالک میں تباہی مچانے کا مقصد ہی تھا کہ اگر سلطان دوبارہ سر اٹھائے تو اس کو ساتھی نہ ملی سکیں۔ (طبقاتِ ناصری)

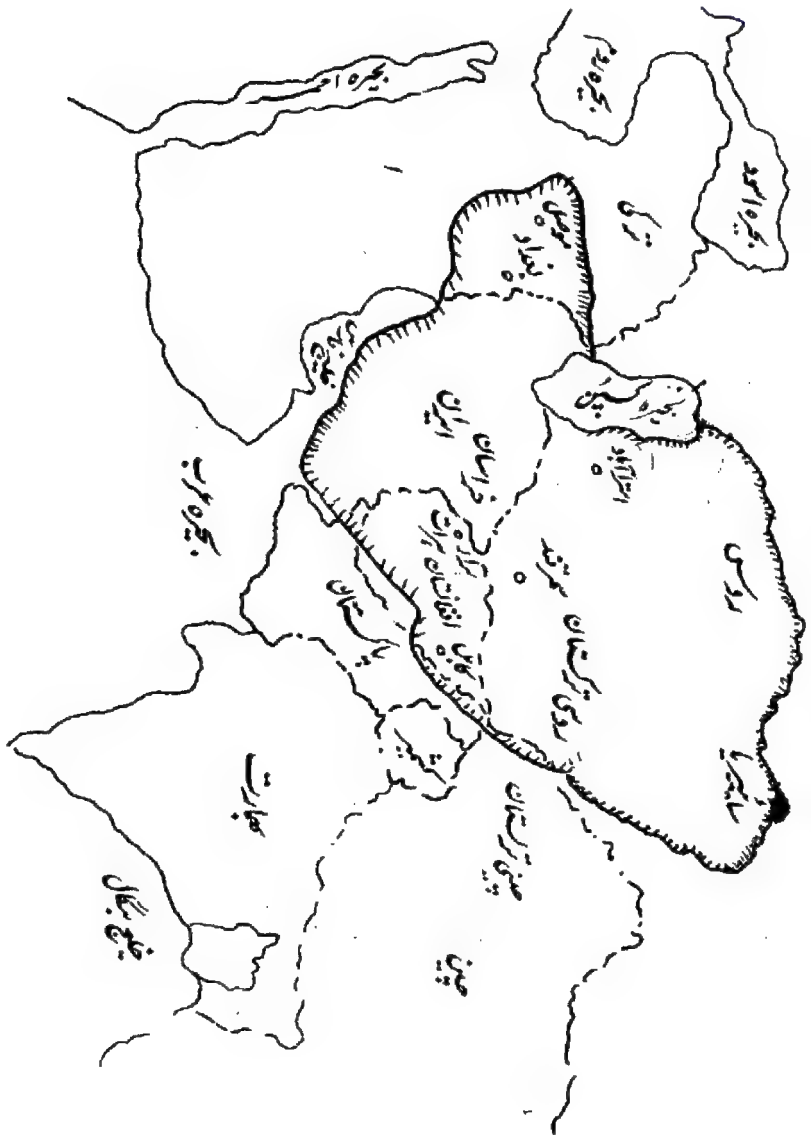


## حصہ دوم

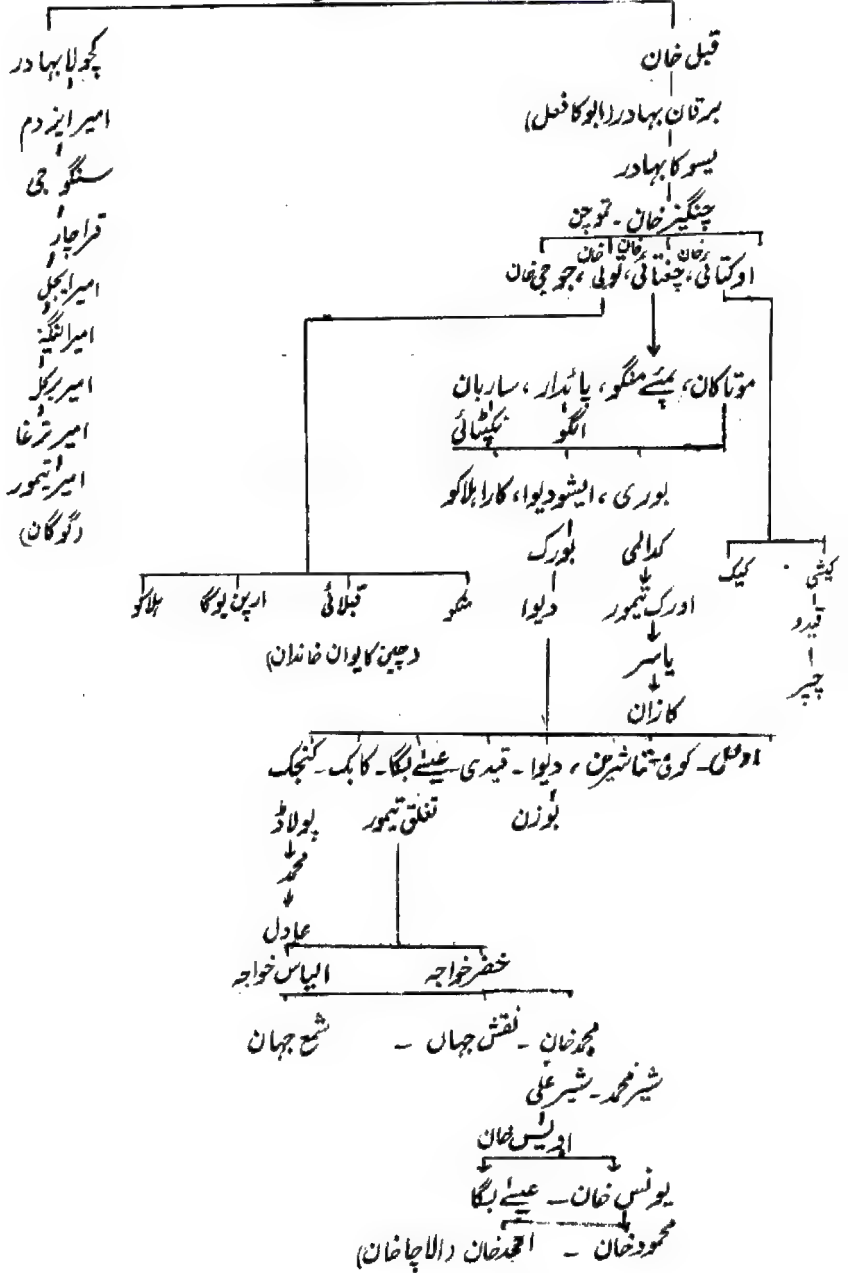




حدود سلطنت امیر تیمور گورگان



## تومنہ خان



## صاحبقران امیر تیمور گرگان

امیر تیمور کی پیدائش کش کے علاقہ شہر ہرنہ میں ۱۸ اپریل ۱۳۳۶ء میں ہوئی۔ اس کی والدہ کا انتقال اس کے بچپن میں ہو گیا تھا۔ اس کا باپ ترغائی اپنے بزرگوں کے قصے فخر یہ سنا۔ امیر تیمور نے ابتدائی تعلیم مسجد میں حاصل کی۔ وہ علماء کے مباحثے بھی سنا رہتا۔ تیمور کا چچا برلاس قبیلے کا سردار تھا۔ مگر اکثر اسرار امیر تغن کے دربار میں چلے گئے تھے۔ تیمور بھی ہاں پہنچ گیا۔ قدرت نے تیمور کو قیادت کی خصوصیات عطا کی تھیں۔ امیر تغن نے اسے ایک ہزار جانبازوں کا کرنل مقرر کیا اور اپنی ایک پوتی الجائی سے شادی کر دی۔ تغلق تیمور نے اپنے عہد حکومت میں کش کے علاقے کو چچا امیر تیمور کا چچا حاجی برلاس حاکم تھا اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے فوج بھیجی۔ حاجی برلاس خوفزدہ ہو کر خراسان کی طرف بھاگ گیا۔ امیر تیمور نے اپنے قبیلے کو منسل فوج کے ہاتھوں لٹنے اور ذلیل ہونے سے بچانے کے لئے خاقان کے سامنے حاضر ہو کر خراج ادا کرنے کے عوض فوج کی واپسی کے احکامات جاری کروا دیئے۔ اس کے ساتھ ہی تغلق تیمور نے امیر تیمور کو کش کے علاقے کا گورنر بنا دیا۔ امیر تیمور اپنے گورنری کے زمانے میں اپنے عوام میں بہت مقبول ہو گیا تھا۔ خاقان نے اس کی مقبولیت اپنے لئے مضر خیال کرتے ہوئے امیر تیمور کو ہٹا کر اپنے بیٹے الیاس خواجہ کو گورنر مقرر کر دیا۔ امیر تیمور نے حالات کے مد نظر قندوز بھاگ کر جان بچائی۔ اس وقت اس کے ساتھ ۶۰۰ وفادار ساتھی بھی تھے۔

الیاس خواجہ جس کے پاس ایک ہزار فوجی تھے اس کا پیچھا کیا۔ جنگ ہوئی جس میں امیر تیمور کے ۵۰ ساتھی مارے گئے صرف ۱۰ زندہ بچے مگر فوج امیر تیمور کے حصے میں آئی۔ اس طرح امیر تیمور قائم ہو گیا اب دوسرے لوگ اس کی فوج میں شامل ہونے

امیر تیمور اپنی نویں نسل میں تو منہ خان کے بیٹے کچھلا بہادر کی اولاد تھا۔ اسی طرح چنگیز خان بھی اپنی چوتھی نسل میں تو منہ خان کے بیٹے قبل خان کی اولاد تھا۔ چنگیز خان کا مشیر اعلیٰ، سپہ سالار اور اس کے بیٹے چغتائی خان کا اہلیق قراچار نویں پانچویں پشت میں امیر تیمور کا باپ تھا۔ اس نے اپنے قبیلے کے افراد کو مختلف مقامات سے اکٹھا کر کے ماوراء النہر کے علاقے کشن میں آباد کیا۔ یہ آباد کار مقامی ترکوں کے زیر اثر انہی کے طور اطور اور زبان اختیار کر لینے کی وجہ سے ترک کہلاتے۔

فاتح ایشیا امیر تیمور جس کی ہیبت سے بڑے حکمران کانپتے تھے۔ کسی بادشاہ کی نہیں۔ اُس وقت کے ایک عام شہری کی اولاد تھا۔ امیر تیمور دنیا کے عظیم ترین فاتحوں میں سے تھا۔ شروع ہو گئے۔ مغلوں کے اصطبل میں دبا پھیل جانے سے تین ہاں گھوڑے مر گئے۔ تفتی تیمور کی موت کی وجہ سے بھی ایسا خواجہ کو المذلق جانا پڑا۔ سمرقند کے عمار نے ۱۳۷۱ء میں تیمور کو اقتدار پر بٹھا دیا۔ تیمور نے حاکم بن کر امیر لقب اختیار کیا۔ المذلق میں تفتی تیمور کی تمام اولاد کو قتل کرنے کے بعد قطب الدین نے اقتدار حاصل کیا تو اُسے ہر جنگ میں امیر تیمور کے ہاتھوں شکست ہوئی مگر گرفتاری سے بچتا گیا۔ اس کی بیٹی گرفتار ہوئی جس سے امیر تیمور نے شادی کر لی۔

امیر تیمور نے زیادہ تر جنگیں اپنی ذاتی حکمت عملی اور تدبیروں سے جیتیں جس سے جانی نقصان کم ہوا۔ وہ اپنی فوج کا خاص خیال رکھتا تھا۔ ان کے طعام و قیام اور تربیت پر خاص توجہ دیتا تھا۔ باقاعدہ تنخواہ مقرر کر رکھی تھی جو دقت پر ادا کر دی جاتی تھی۔ مال غنیمت میں سپاہ کا خاص حصہ مقرر کیا تھا۔

امیر تیمور نے اپنی سلطنت کو ماوراء النہر سے بدخشاں، خوارزم، آذربائیجان، ترکی، ایران، تبریز، خراسان، کشمیر، سیستان، ایشیائے کوچک، کابل، قندھار، عراق، اردم، دمشق اور ہندوستان تک وسعت دی۔ سائبیریا، ماسکو اور پولینڈ پر فتح حاصل کی۔ چین کی سرحد سے یونان تک تمام ملک اس کی سلطنت میں شامل تھے۔

قندھار، شام، مصر اور حاکم القندھار کو پھانسی دی۔ تیمور نے ہرات، مدلی اور ہندوستان  
ہونا تک قبل عام کیا۔ ہرات میں لوگوں کے سروں سے مینار تعمیر کیا۔ امیر تیمور نے جتہ اور سنہری  
غول کے مثل خاتون کو ان کے علاقوں میں گھس کر شکستیں دیں۔ اور اپنی سلطنت کو محفوظ کیا۔  
امیر تیمور نے قطب الدین کا قلع قمع کیا۔ جب خواجہ خضر حکمران ہوا تو اس نے  
شرقی علاقوں کی طرف توجہ ختم کر دی تھی اور خواجہ خضر کی بیٹی سے شادی کر کے گورگان کا  
اضافی لقب اختیار کیا۔ وہ اپنے نام کے ساتھ صاحبقران بھی استعمال کرتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھ  
ایک بے اختیار خاتون چن لیا تھا جس کا نام شاہ محمود تھا اس کی والدہ سے تیمور نے شادی کر لی تھی  
اس وقت عام زندگی بسر کر رہا تھا تاکہ وہ منہا ہر جو تو منہ خان کے دونوں بیٹوں کے درمیان  
شدہ تھا قائم رہے۔ ہر چند کہ وہ کہتا تھا کہ یہ معاہدہ اس وقت ٹوٹ چکا تھا۔ جب اس کے  
دادا امیر بارکھان نے سپر سالاری کا عہدہ چھوڑ دیا تھا۔

امیر تیمور سنی مسلمان تھا وہ کوئی کام کرنے سے پہلے اپنے پیر و مرشد شیخ زین العابدین  
الجبکر سے رائے حاصل کرتا۔ وہ خود بھی قرآن سے فال نکالتا تھا۔ خواب میں جود دیکھتا اس پر  
بھی عمل کرتا تھا کہ قدرت کی طرف سے اشارہ ہے۔

امیر تیمور نے سمرقند کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ عالیشان عمارات تعمیر کیں اور باغات لگوائے۔  
امیر تیمور قول کا پکا اور عوام کا دھنی تھا۔ اس کی تمام عمر مہمات میں گزری۔ جہاں کہیں یلغار کی  
کامیاب رہا۔ مہمات سے فارغ ہو کر اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کی شادیاں کیں۔ وہ اپنے  
آپ کو چغتائی چینگیزی کہلاتا تھا۔ وہ ۱۳۹۹ء میں چین فتح کرنے کی غرض سے نکلا۔ راستے  
میں اتر کے مقام پر سخت بیمار ہو گیا اور ۱۸ فروری ۱۳۹۹ء میں اس کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔  
اس کی لاش کو سمرقند لاکر اس کے آبائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔



## امیر تیمور کے انتظامی قوانین

امیر تیمور نے انتظامی قانون بنائے۔ جن پر عمل کر کے اُس نے کامیابیاں حاصل کیں۔

- ۱۔ جنگ اللہ تعالیٰ کے دین کو فروغ دینے کے لئے کی جائے۔
- ۲۔ ہر طبقہ اور گروہ کا تعاون حاصل کیا جائے۔
- ۳۔ ہر معاملے میں دوست اور دشمن سے قانون کے مطابق انصاف کیا جائے۔
- ۴۔ خود ضابطوں کی پابندی کرتا اور دوسروں کو سختی سے پابند کرواتا۔ رعایا کے رعیان عدل و انصاف قائم کیا۔
- ۵۔ سپاہ کی خواہشات پوری کرتا۔ ان کی تنخواہ وقت پر ادا کرتا۔ ان پر مال و زر نپچا اور کرتا۔
- ۶۔ صبر و تحمل۔ درگزر اور برداشت کو اپنایا۔ اقر بار کی بد عہدیوں کو معاف کیا۔
- ۷۔ علماء، ہنرمند اور قابل لوگوں کی عزت اور حوصلہ افزائی کی
- ۸۔ قول و فعل میں پختگی پیدا کر کے بدکاری کو ختم کیا
- ۹۔ رعایا کے حالات سے باخبر رہنے کے لئے اخبار نویسوں کا تقرر کیا

- ۱۰۔ اپنے عزیزوں، دوستوں اور رشتہ داروں کی مشکل وقت میں امداد کی
- ۱۱۔ اپنی قوت کو عزیز رکھنا اور دشمن کو بھی دغا دینے والے کو دشمن ہی سمجھنا
- ۱۲۔ دشمن کو ایسی جگہ مارو کہ دوبارہ سر نہ اٹھا سکے۔ پاؤں کے نیچے آئے سانپ کا سر کھل دو۔
- ۱۳۔ امرار سے اچھا سلوک انعام اور اعزازات سے نوازنا۔ وزیروں کو اعلیٰ انتظامی اختیارات دے دیئے۔
- ۱۴۔ تمام احکامات تحریری طور پر جاری کرنا۔ آقا اور نوکر کے تعلقات خوشگوار بنانے کے لئے قانون بنائے۔
- ۱۵۔ تھیدار مقبرے معمول اور ٹیکس وصول کرنے کو باقاعدہ بنایا۔ نہری زمین سے پیداوار کا مل لگان وصول کیا جاتا تھا۔
- ۱۶۔ دریاؤں اور نہروں پر پل بنوائے اور مرمت کا باقاعدہ انتظام کیا۔
- ۱۷۔ مسافروں اور امن کے مال اسباب کی حفاظت کا بندوبست کیا۔
- ۱۸۔ لگھو خانے، ہسپتال، مدارس اور مساجد کا انتظام کیا۔



## صاحبقران امیر تیمور کے سلاطین (موجب تاریخ ایران)

- ۱۔ صامیقرآن تیمور بن ترغائی خان بن ابغائی نویاں ۸۷۵ھ تا ۸۹۷ھ
- ۲۔ پیر محمد جہانگیر نوہ تیمور بن غیاث الدین جہانگیر بن تیمور
- تیمور کا مقرر کردہ جانشین، (مہم قند حاصل نہ کر سکا)۔ ۸۹۷ھ تا ۹۰۹ھ
- ۳۔ خلیل سلطان بن میران شاہ بن تیمور۔ ۹۰۹ھ تا ۹۱۲ھ
- ۴۔ شاہ رخ بن تیمور والے خراسان ازاں بعد تمام وسط ایشیا۔ ۹۱۲ھ تا ۹۵۰ھ
- ۵۔ انخ بیگ بن شاہ رخ بن تیمور۔ ۹۵۰ھ تا ۹۵۳ھ
- ۶۔ عبد اللطیف بن انخ مرزا بن شاہ رخ بن تیمور۔ ۹۵۳ھ تا ۹۵۴ھ
- ۷۔ عبد اللہ بن ابراہیم بن شاہ رخ بن تیمور۔ ۹۵۴ھ تا ۹۷۱ھ
- ۸۔ ابوسعید مرزا بن سلطان محمد بن میلان شاہ بن تیمور۔ ۹۷۱ھ تا ۹۷۲ھ
- ۹۔ احمد بن ابوسعید بن سلطان محمد (ایران)۔ ۹۷۲ھ تا ۹۹۹ھ
- ۱۰۔ محمود بن ابوسعید بن سلطان محمد (ایران)۔ ۹۹۹ھ تا ۱۰۰۵ھ
- ۱۱۔ سلطان حسین ہامیقر (ایران)۔ ۱۰۰۵ھ تا ۱۰۱۱ھ
- ۱۲۔ سلطان حسین ہامیقر (خراسان و ہرات)۔ ۱۰۱۱ھ تا ۱۰۱۲ھ

## امیر تیمور کی اولاد

امیر تیمور کے ۴ بیٹے تھے۔ امیرزادہ غیاث الدین جہانگیر سب سے بڑا تھا اپنے باپ کی زندگی میں ۲۰ سال کی عمر میں ۸۵۲ھ میں سمرقند میں یلہاں موکر وفات پائی۔ امیر تیمور نے اس کی قبر پر شاندار مقبرہ تعمیر کروایا۔ اس کے دو بیٹے مرزا سلطان محمد اور پیر محمد تھے جو عزتی کے علاقے میں حکمران رہے۔ امیر تیمور نے پیر محمد کو اپنا جانشین نامزد کیا۔

## امیر جلال الدین میراں شاہ

امیر تیمور کی زندگی میں آذر بایجان کا حاکم تھا۔ مگر یہ علاقہ اپنے بیٹے ابوبکر کے حوالے کر کے خود تبریز میں مقیم رہا۔ کیونکہ اس کے صہ اب دہوا اسے بہت موافق تھی۔ امیر تیمور کے مرنے کے بعد ابوبکر نے میراں شاہ کے نام کا سکہ جاری کیا۔ مرزا تبرک ایک شکار گاہ میں شکار کی عرصے سے نکلے اور گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ اس وقت اس کی عمر ۴۸ برس تھی۔

## امیر نژادہ عمر شیخ

امیر نژادہ عمر شیخ اپنے باپ کا دوسرا بڑا بیٹا تھا۔ باپ کی طرف سے ایران میں حکمران تھا۔ ۱۲۵۲ھ میں پیدا ہوا۔ ۱۳۹۴ھ میں وفات پائی۔ مرزا باپ کی زندگی میں ہی کردستان میں قلعہ قراتون کے پاس تبریکنے سے مارا گیا۔<sup>۸۳</sup>

امیر تیمور نے اپنی فتوحات کے دوران مرزا کو اند جان کا حکمران بنایا تاکہ مغستان کے دروں کی رکھوالی کر سکے اور منسل حملہ آوروں ہو سکیں۔ امیر تیمور نے اقرار کیا تھا کہ اگر اس کا یہ بیٹا اس سرحد پر نہ ہوتا تو وہ اپنی فتوحات میں کبھی کامیاب نہ ہو سکتا۔<sup>۸۴</sup>

## مرزا شاہ رخ بن تیمور

سب سے چھوٹا خراسان میں حکمران تھا۔ امیر تیمور کی وفات پر خود مختار ہو گیا۔ ۱۳۸۱ھ میں پیدا ہوا اور ۱۳۹۲ھ میں قتل ہوا۔ اس نے کل ۲۴ برس حکومت کی۔ سمرقند کے امیر نے خلیل بن میران شاہ کو ۱۳۹۶ھ میں جب وہ ایک عورت کے عشق میں امور سلطنت سونپ دینے سے غافل ہو گیا تھا کہ تخت شاہ رخ مرزا کے حوالے کر دیا۔ تاریخ ایران میں شاہ رخ کا شمار برگزیدہ بادشاہوں میں ہوتا ہے۔ اس نے شاہ نامہ فردوسی کا دریا چہ لکھا جو آج تک دنیا کی لائبریریوں کی زینت بنا ہوا ہے۔ تیموری دور میں اس نے سب سے زیادہ عرصہ حکومت کی۔<sup>۸۵</sup>

امیر تیمور کی سلطنت اس کے ساتھ ہی ختم ہو گئی تھی۔ ہر طرف تباہی اور بربادی کا دور دورہ تھا۔ مگر شاہ رخ نے اپنے بیٹے الگ بیگ کے زیر حکومت شہروں کو امن و سکون اور سلامتی کا مسکن بنا دیا تھا

### پیر محمد بن جہانگیر بن امیر تیمور

امیر تیمور اپنی موت سے پہلے جب اترار میں تھا نے اُسے اپنا جانشین نامزد کیا اُس لئے امرامہر قند کو اس نامزدگی کی خبر بروقت نہ ہو سکی۔ دوسرے پیر محمد اس وقت ایک ہم پر ہندوستان میں تھا۔ سمرقند پہنچے میں بہت دن لگ گئے۔ واپسی پر جنگ میں خلیل سلطان کی فوج سے شکست کھاٹی اس لئے تخت حاصل نہ کر سکا۔ ۸۰۹ھ میں قتل کر دیا گیا۔<sup>۸۰۹</sup>

### خلیل سلطان بن میراں شاہ بن امیر تیمور

امیر تیمور کی موت ملک سے باہر ہوئی تھی۔ سمرقند کے امرامہر کو پیر محمد جو ہندوستان میں تھا جانشین مقرر ہونے کی بروقت خبر نہ ملی اس لئے انہوں نے فوری طور پر خلیل سلطان بن میراں شاہ جو موقعہ پر موجود تھا تخت نشین کر دیا۔<sup>۸۱۰</sup>

خلیل سلطان تخت پر قابض ہونے کے بعد ایک خاتون شاد ملک کے عشق میں امور سلطنت سے تغافل برتنے لگا تو امرامہر اور اکابرین نے متفق ہو کر تخت شاہ رخ کو سونپ دیا۔ شاہ رخ نے خلیل سلطان کی شادی شاد ملک سے کر دی۔ مگر جلد خلیل سلطان وفات پا گیا اور شاد ملک نے خود کو خنجر مار کر ہلاک کر دیا۔ دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔<sup>۸۱۱</sup>

## انخ بیگ مرزا بن شاہ رخ بن امیر تیمور

انخ بیگ مرزا نے ۷۷۱ھ میں وفات پائی۔ اس نے ۲۸ سال باپ کی زندگی میں ۲ سال اس کے بعد سمرقند میں حکمرانی کی۔ ایک کاشغری کا علاقہ بھی اس کے قبضہ میں آگیا تھا۔

انخ مرزا بن شاہ رخ بن امیر تیمور علم فکیات کا ماہر تھا۔ ایک منجم، جغرافیہ دان اور شاعر تھا۔ اس کی وجہ سے اس کے نام کی شہرت اب تک باقی ہے۔ یہ جغرافیائی ایجاد پہلی دفعہ ۷۷۱ھ میں انگلستان میں شائع ہوئے۔ سمرقند کی مشہور رصد گاہ اسی نے تعمیر کی۔ ۹۱ھ علاقہ دولت بن باستقر بن شاہ رخ نے انخ مرزا کی مخالفت کی اور ہرات پر قبضہ کر لیا اور انخ بیگ کے بیٹے عبداللطیف کو قید کر لیا۔ بعد میں صلح ہو گئی مگر عبداللطیف باپ کے خلاف ہو گیا اور اُسے قتل کر دیا۔ عبداللطیف کو بھی دوسرے سال ایک شخص بابا جین نے قتل کر دیا۔

عبداللطیف کے قتل کے بعد عبداللہ بن ابراہیم بن شاہ رخ تخت نشین ہوا۔ اس نے جہان شاہ قراقریون سے شکست کھائی اور عراق، فارس، خراسان اور کرمان کے علاقے اس کے ہاتھ سے نکل گئے۔ ۷۸۱ھ میں قضائے الہی سے فوت ہو گیا۔ ۹۲ھ

## مرزا ابوسعید بن سلطان محمد بن میران شاہ بن امیر تیمور

ابوسعید مرزا ۷۷۱ھ میں پیدا ہوا۔ ۲۵ سال کی عمر میں بادشاہ بنا۔ ۸ سال حکمرانی کی۔ ابوسعید مرزا نے اپنی ابتدائی تعلیم و تربیت شاہ رخ بن امیر تیمور کے پاس رکھ کر حاصل کی۔ ۹۳ھ

جب عبداللطیف نے اپنے باپ شاہ رخ کو قتل کیا تو اس نے ابوسعید مرزا کو نوید کر دیا۔ مگر وہ فرار ہو کر بخارا چلا گیا۔ عبداللطیف کے قتل کے بعد ایک فوج تیار کر کے ترکستان پر قابض ہو گیا۔ بابر قلندر بن باستقر بن شاہ رخ کے بعد جب ان میں سے کوئی نہ بچا تو سمرقند اس کے قبضہ میں آ گیا۔ خراسان جو جہان شاہ قراقریون کے قبضے میں چلا گیا تھا فتح کیا۔ ۹۴ھ اور ہرات کو اپنا دار الحکومت بنایا۔ اس نے بدخشاں، غزنی، کابل، قندھار،

فرغیہ، مادر النہر اور ایران کے علاقے اپنی سلطنت میں شامل کئے۔

وہ عراق پر حملہ کرنا چاہتا تھا مگر عیسائی لگائے مغلستان کی طرف سے خطرہ ہوا۔ اس مشرقی سرحد کو محفوظ کرنے کے لئے اس نے یونس خان جو عیسائی لگا کا بھائی تھا اور تبریز میں عام شہری کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس خراسان میں رہ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ اپنے پاس بلاکر مغلستان میں حکومت قائم کرنے میں مدد کا یقین دلا کر دوستی کا باب کھولا۔ علی مدد دے کر خاقان تسلیم کر دیا۔

یونس خان نے اپنی تین بیٹیاں ابوسعید مرزا کے مین بیٹوں کے عقد میں دے کر اس احسان اور دوستی کو رشتہ داری میں بدل دیا۔ ابوسعید مرزا کے کل گیارہ بیٹے تھے ان میں سے ہم کو مرزا نے اپنی زندگی میں مختلف علاقوں کی حکمرانی سونپ دی۔<sup>۹۵</sup>

مرزا آذر بائجان کی ایک دشوار اور تنگ دادی میں اپنی فوج کے ہمراہ دشمن کے زب میں آگیا۔ وہ اوزون حسن قرانویونلو کے ہاتھوں مارا گیا اس کی تاریخ وفات ۸ فروری ۱۴۶۹ء ہے۔<sup>۹۶</sup>

## یونس خان

یونس خان بن ادیس خان بن شیر علی بن محمد خان تھا۔ جب ۱۶ برس کا تھا تو وہ اپنے باپ کی موت کے بعد مرزا انج بیگ کے امیروں کے ہاتھ پکڑا گیا۔ انج بیگ نے اُسے اپنے باپ شاہ درخ بن تیمور کے پاس ہرات بھیج دیا۔ شاہ درخ نے اس کی عزت کی اور اسے مولانا شرف الدین کے زیرِ تعلیم کر دیا۔ اس نے اتنی تعلیم حاصل کر لی کہ تعلیم کے میدان میں اس وقت تک کوئی منغل خان اُسکے پاسے کا نہیں ہوا۔ اس نے دوسرے ہنس بھی سیکھے۔ شیراز کے لوگ اُسے استاد یونس پکارتے تھے۔ وہ منغل خون اور ایرانی ثقافت کا مجموعہ تھا۔<sup>۹۷</sup>

سلطان ابوسعید مرزا نے یونس خان کے بھائی عیسیٰ بیگ والے کا شجر سے نجات حاصل کرنے اور اپنی مشرقی سرحد محفوظ کرنے کے لئے اس کی مدد کر کے کا شجر میں حکمران بنوا دیا۔

یونس خان نے اپنی ذاتی قابلیت سے امور سلطنت میں اصلاحات کیں۔

مغلستان میں خوراک کی کمی کو پورا کرنے کے لئے یونس خان اپنے چند امیروں کے ساتھ تاشقند آیا تاکہ انکو زراعت اور پکے مکان دکھا کر اس طرف راغب کر سکے اور مغلستان میں ترقی ہو۔ امیر اس پر راضی نہ تھے اور نہ ہی اپنی پرانی تہذیب چھوڑنا چاہتے تھے۔ مغلوں کو زراعت سے نفرت تھی کہ انسان بھی جانوروں کا کام کرتے تھے۔ امیروں نے گورنر کے ساتھ مل کر یونس خان کو گرفتار کر دیا۔ ایک سال قید رہنے کے بعد امیر عبدالقدوس کی کوشش سے رہائی ملی۔

یونس خان واپس مغلستان پہنچا تو اس نے اپنی زراعتی سوچ کو تبدیل کر لیا اور دوبارہ خاتمان بنا دیا گیا۔ اس نے اپنی تین بیٹیوں کے رشتے ابوسعید مزار کے بیٹوں کے ساتھ کر کے دوستی کو رشتہ داری میں تبدیل کر دیا۔ آخری وقت فالج کا حملہ ہوا۔ دو سال چار ہائی پر رہنے کے بعد ۷۷ برس کی عمر میں ۹۶ھ میں وفات پائی۔ تاشقند میں اس کا مقبرہ بہت مشہور ہے۔<sup>۹۵</sup>



## یونس خاں کی زراعت میں دلچسپی اور ردِ عمل

ابوسعید مرزا کے انتقال کے بعد سمرقند میں سلطان احمد مرزا نے حکمرانی قائم کر لی۔ شیخ جمال اس کی جانب سے تاشقند میں گورنر تھا۔ یونس خاں کو مغستان میں گھوڑوں کے لئے خوراک کی کمی ہوئی تو اس نے مغلوں کو زراعت کی طرف راغب کرنے کے لئے اپنے چند منحل امراء کے ساتھ تاشقند کا سفر کیا کہ ان کو زراعت کے فوائد متوجہ پر دکھا کر اس طرف راغب کر سکے۔

تاشقند پہنچ کر اس کے امراء نے یونس خاں سے اتفاق نہ کیا اور زراعت کی طرف راغب نہ ہوئے بلکہ انہوں نے گورنر کے ساتھ مل کر یونس خاں کو قید کر دیا اور خود مغستان واپس چلے گئے۔ یونس خاں کی بیوی عیسیٰ دولت بیگم جو بابر کی خوش دامن بھی تھی گرفتار ہو گئی۔ گورنر نے اس کی تحفے میں اپنے ایک امیر کے ساتھ شادی کر دی۔ لہذا ہر علیے دولت بیگم نے اس شادی کو خوشی سے قبول کر لیا۔ شام کو جب امیر خواجہ کلاں اس کے گھر پہنچا تو بیگم کے محافظوں نے اس کا استقبال کیا۔

گھر کے اندر کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ بیگم کی عورت ملازموں نے امیر خواجہ کو قتل کر کے باہر پھینک دیا۔ جب گورنر کو اطلاع ملی تو اس نے بیگم سے اس کی وجہ پوچھی۔ بیگم نے کہا کہ وہ خاتان یونس خاں کی بیوی تھی۔ گورنر نے اپنے طور پر غیر کے حوالے کر دیا۔ اسلام میں اس کی اجازت نہیں تھی اس لئے خواجہ کو قتل کر دیا۔ گورنر غلطی محسوس کرتے ہوئے بیگم کو یونس خاں کے پاس بھیج دیا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک منحل اس وقت بھی پیشہ زراعت سے اتنی نفرت کرتے

تھے کہ اپنے خاقان کو اپنے دشمن کے ہاتھوں گرفتار کروادیا۔

وہ کتنے بچے مسلمان ہو چکے تھے کہ یونس خان کی بیوی نے ایک غیر مرد کے ساتھ رہنے کا بجائے اس کو قتل کر دیا۔ چہ جائے کہ وہ کہ وہ خود بھی بدے میں قتل کر دی جاتی۔

یونس خان ایک سال قید میں رہنے کے بعد امیر عبدالقدوس کی مدد سے رہائی حاصل کر سکا۔ یونس خان نے واپس افغانستان پہنچ کر امرا سے اپنی ندراعت کی طرف رغبت کی معافی مانگی اور وہ دوبارہ افغانستان کا خاقان بنا دیا گیا۔

### ابوسعید مرزا کی اولاد اور سلطنت

ابوسعید مرزا کے بعد اس کی سلطنت اس کے چار بیٹوں اور داماد سلطان حسین مرزا میں بٹ گئی۔

- ۱۔ سلطان احمد مرزا — مہر قند، بخارا، بلخ — مادر النہر کے دوسرے علاقے اور بخارا تھا۔
- ۲۔ مرزا سلطان محمود — کے پاس بدخشاں، حصار اور قندوز کے علاقے تھے۔
- ۳۔ عمر شیخ مرزا — کے حصے میں اپنے باقیضہ علاقے اندر جان اور خراہ آئے۔
- ۴۔ انغ بیگ مرزا — کابل اور غزنی میں حکمران ہوا۔
- ۵۔ سلطان حسین بائقرا جو ابوسعید مرزا کا داماد بھی تھا خراسان پر قابض ہو گیا۔

ابوسعید مرزا کے بعد یہ تمام حکمران آپس میں لڑتے ہی رہے اور کمزور سے کمزور تر ہوتے گئے۔ ان کی لڑائیوں میں یونس خان اور اس کی اولاد بھی ملوث رہی۔

## صاحبقران امیر تیمور گورکان

عمر شیخ مرزا

حاکم خراسان و ایران

مرزا اسکندر - مرزا باقر - پیر محمد - رستم مرزا  
حاکم فارس - حاکم ہمدان - حاکم ایران - حاکم اصفہان

غیاث الدین منصور مرزا

داماد میران شاہی

مرزا باقر شانی

ابوالناری سلطان حسین مرزا ، بالقرہ

(داماد ابو سعید مرزا)

(والدہ فروزہ بیگم - پوتی آغا بیگم بن تیمور - زہرا میران شاہ)

بدیع الزمان مرزا

منظر مرزا داماد دولتون ارغون ، حیدر مرزا

مومن مرزا ، محمد زمان مرزا

(داماد بابر بادشاہ)

سلطان ولس مرزا

داماد سلطان حسین بالقرہ

محمد سلطان مرزا

الخ مرزا - شاہ مرزا - ابراہیم مرزا - محمد حسین مرزا - مسعود حسین مرزا - عاقل حسین مرزا  
محمد سلطان مرزا - سکندر سلطان مرزا

منظر حسین مرزا ، نور النساء بیگم زوجہ چانگیر بادشاہ

(نواسہ کامران مرزا)

(داماد اکبر بادشاہ)



## ابوالغازی سلطان حسین بایقرہ

والیہ ہرات، خراسان (۱۲۵۹-۱۵۰۷)

سلطان حسین بایقرہ بن منصور مرزا بن بایقرہ مرزا بن عمر شیخ مرزا بن امیر تیمور۔

اس کی والدہ فروزہ بیگم امیر تیمور کے بیٹے میراں شاہ کی پڑ پوتی اور پڑدوہتی تھی۔ اس طرح دونوں والدہ اور والدہ کی طرف سے اعلیٰ نسل رکھتا تھا۔ بابر نامہ (۲۵۶)

۱۲۵۹ء میں استہر آباد میں خود مختاری اختیار کرنی گمراہ ابو سعید مرزا کی اطاعت میں حکومت کی۔ ابو سعید مرزا کی شہادت کے بعد مملکت میں جھگڑے پیدا ہو گئے۔ مرزا نے خراسان ہزور شیر حاصل کرنے کے بعد بلخ، خوارزم، قندھار اور سیستان بھی حاصل کئے۔ اس نے ۱۲۵۹ء سے ۱۲۵۹ء تک ۴۸ برس ہرات کو دارالحکومت بنا کر اس وسیع سلطنت پر فرمانروائی کی۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ، علوم و فنون کا ماہر اور نیا ض فرمانروا تھا۔ اس کا دربار اپنے زمانے کے تمام مرزائیوں سے تابناک تھا۔ تمام مرزائیوں میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ امیر تیمور کا وارث و جانشین تھا۔ بابر کے مطابق وہ بہت بہادر تھا۔ جنگ میں خود حصہ لیتا تھا۔ امیر تیمور کی اولاد میں تلوار کے استعمال میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ایک دفعہ اس نے ۶۰ جنگجو ساتھیوں کے ہمراہ کاب تین ہزار مخالفین اور دوسری دفعہ ۹۰ ساتھیوں کے ساتھ دس ہزار مخالفین کو زیر کیا۔ آخری عمر میں سپاہیاء زندگی میں کمی کر دی۔ رعایا کی نگاہ میں بہت محترم تھا۔ قانون کے احکام میں اس نے اپنے بیٹے کو جس نے قتل کیا تھا، قانون کے حوالے کر دیا۔ وہ کئی کتابوں کا مصنف اور شاعر تھا۔ جینی نخلص کرتا تھا۔

اس کے زمانے میں دارالحکومت ہرات اپنی اعلیٰ درجہ کا ہوں، خوبصورت مسجدوں، مقبروں

اور کالجوں کی وجہ سے بہت مشہور ہوا۔ سلطان حسین بایقرہ کے دور حکومت میں بڑے بڑے عالم دین، فاضل، طبیب، فلاسفر، شاعر اور جنگجو، فنکار اس کے دربار میں جمع ہو گئے تھے۔

وہ ان کا قدردان تھا۔ بابر نامہ میں ان میں سے ۵۷ شخصیتوں کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ سلطان حسین کی وفات کے بعد بابر افسوس کے لئے ہرات گیا۔ اس کے بیٹوں نے بابر کا شائبہ استقبال کیا۔ بدیع الزمان مرزا بن سلطان حسین بایقروہ کے گھر دعوت کے دوران بابر کو شراب پیش کی گئی۔ گھما س نہ پڑے بھائی کا گھر کہتے ہوئے شراب پینے سے انکار کر دیا۔ بابر ان مرزائیوں کے طرز زندگی سے متاثر ہو کر اپنی سوانح حیات میں ان کو بہت مہذب بیان کرتا ہے۔

سلطان حسین بایقروہ کی ۶ بیویاں تھیں۔ اس کی پہلی بیوی، سلطان مارو کے سلطان سنجر کی بیٹی تھی۔ شہر مانو اور پائندہ سلطان بیگم سلطان ابو سعید مرزا کی بیٹیاں تھیں جو یکے بعد دیگرے اس کے نکاح میں آئیں۔ اس کے چھ بیویوں میں سے ہمارے ذکر کے اور ۱۲ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ سلطان حسین بایقروہ نے ۱۷ برس کی عمر پائی۔ ۲ سال گھٹیا کے مرض میں گزارنے کے بعد ۵۷ سالہ میں فوج گرنے سے وفات پائی۔ اس کو مدبر سلطان حسین ہرات میں دفن کیا گیا۔

سلطان حسین بایقروہ کی زندگی میں شیبانی خان کو خراسان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس کی موت کے بعد جب اس کے دو بیٹے بدیع الزمان اور مظفر حسین مشترکہ حکمران بنے۔ دربار میں اختلاف دیکھ کر شیبانی خان ایک بڑے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہو گیا۔ ذوالنون ارغون نے ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مگر لشکر جہار کے مقابلے میں بے بس ہو کر مارا گیا۔ شیبانی خان نے سلطان حسین بایقروہ کے تمام بیٹوں کو باری باری قتل کر دیا۔ صرف بدیع الزمان جان بچا کر بھاگا۔ دو سال جام فیروز کے پاس سندھ میں گزارنے کے بعد شاہ اسماعیل صفوی کے پاس چلا گیا اور تبریز کا گورنر مقرر ہوا۔ شاہ اسماعیل صفوی کی ترک بادشاہ سلیم کے ہاتھوں شکست کے وقت گرفتار ہو کر استنبول پہنچا۔ ۱۵۱۷ء میں طاعون کی وبا میں وفات پائی اور مدبر سلطان حسین ہرات میں دفن کیا گیا۔

بابر ترک باری میں ایک حسرت اور فرط احترام سے لکھتا ہے :-  
 ”زمانہ سرزا عجیب زمانے بود از اہل فضل مردم بے نظیر خراسان بہ خصوص ہری دہرات، محلو بود  
 مہر گیسو بہر کار کہ مشغول بود۔ ہمت و حرص او آن بود کہ ہر کار را یکمال رساند“

## حواشی

- ۱ - بابر نامہ صفحہ ۲۵۹ بحوالہ تاریخ دولت شاہ صفحہ ۲۰۹-۵۲۳
- ۲ - تاریخ رشیدی صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵، بابر نامہ صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۹
- ۳ - ترک بابر کی، ص ۱۲۱، ۱۲۲
- ۴ - بابر نامہ صفحہ ۲۵۳ تا ۲۹۳ تاریخ رشیدی دوم صفحہ ۲۰۵
- ۵ - بابر نامہ صفحہ ۳۲۶ حبیب سیر فارسی ص ۲۶ تا ۳۲۸





## محمد خان شیبانی

مرزا سلطان احمد کا سالار اٹھا۔ محمود خان بن یونس خان سے ایک جنگ میں اپنے آقا کے خلاف اس کی مدد کی۔ صلہ میں سرکستان کا شمالی علاقہ اسے بخش دیا تھا۔ حالات سے فائدہ اٹھا کر ابو سعید مرزا کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا۔

شیبانی خان نے سلطان احمد مرزا، محمود مرزا اور سلطان محمود خان بن یونس خان کی تمام اولادوں کو قتل کر دیا۔ سلطان حسین مرزا باقر خراسان میں شیبانی خان کی دسترس سے باہر رہا۔ مگر جب شیبانی خان اس طرف متوجہ ہوا تو وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا پھر بھی مقابلے کے لئے نکلا جلد ہی اس پر خان کا حملہ ہوا۔ جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

ہرات میں اس کے بیٹے بدیع الزمان مرزا اور مظفر مرزا مشترکہ طور پر حکمران ہوئے۔ شیبانی خان نے موقع سے فائدہ اٹھا کر حملہ کر دیا اور سلطان حسین باقرہ کے ہماریٹوں میں سے تمام زندہ کو قتل کر دیا۔ صرف بدیع الزمان جان بچا کر بھاگ گیا۔

ظہیر الدین بابر نے شیبانی خان کا ہر حالت میں مقابلہ کیا۔ مگر اُس کے اپنے ملک میں اس کی مخالفت شروع ہو گئی۔ چند امیروں نے مل کر بابر کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اند جان میں بابر کے سوتیلے بھائی جہانگیر کا سر پرست بن کر اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ اسی دوران شیبانی خان نے بابر کو سمرقند میں محاصرے میں لے لیا۔ اس کے پنج کر نکلنے کی بھی کوئی امید نہ رہی۔ اپنی بڑی بہن خانزادہ بیگم کو وہیں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ جس کو شیبانی خان نے بیوی بنا لیا۔

خراسان پر قبضہ کرنے کے بعد ازبک صفویوں کے علاقہ میں گھس کر قزلباشوں اور رعیت کو تنگ کرنے لگے۔ شاہ اسماعیل صفوی نے شیبانی خان کے پاس سفیر

بھیج کر دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ شیبانی نے غرور اور مستی میں اسماعیل صفوی کی غیرت کو فقیر کی شکل بھیج کر لٹکایا۔ شاہ اسماعیل صفوی نے اسے میدان جنگ میں دعوت دے کر بلایا اور فوراً ہی اپنی فوجوں کو پیش قدمی کا حکم دے دیا اور شیبانی کے مقابل جا پہنچا۔ شیبانی کو اتنی جلدی صفوی کے مقابلے پر آنے کی توقع ہی نہ تھی لہذا کمر مقابلہ کیا۔ ازبک صفوی فوج کی شان و شوکت دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئے اور شکست تسلیم کر لی۔ قزلباشوں نے تعاقب کر کے ازبکوں کا قتل شروع کر دیا۔ تقریباً پانچ سو سوار جن میں اکثر سلاطین، شہزادے اور سوار تھے جانوروں کے ایک بارے میں محصور ہو گئے، سب کے سب قتل ہو گئے۔ شیبانی خان خود بھی مارا گیا۔ یہ حادثہ خراسان کے شہر مرو میں ۱۵۸۶ء میں ہوا۔<sup>۱۱۲</sup>

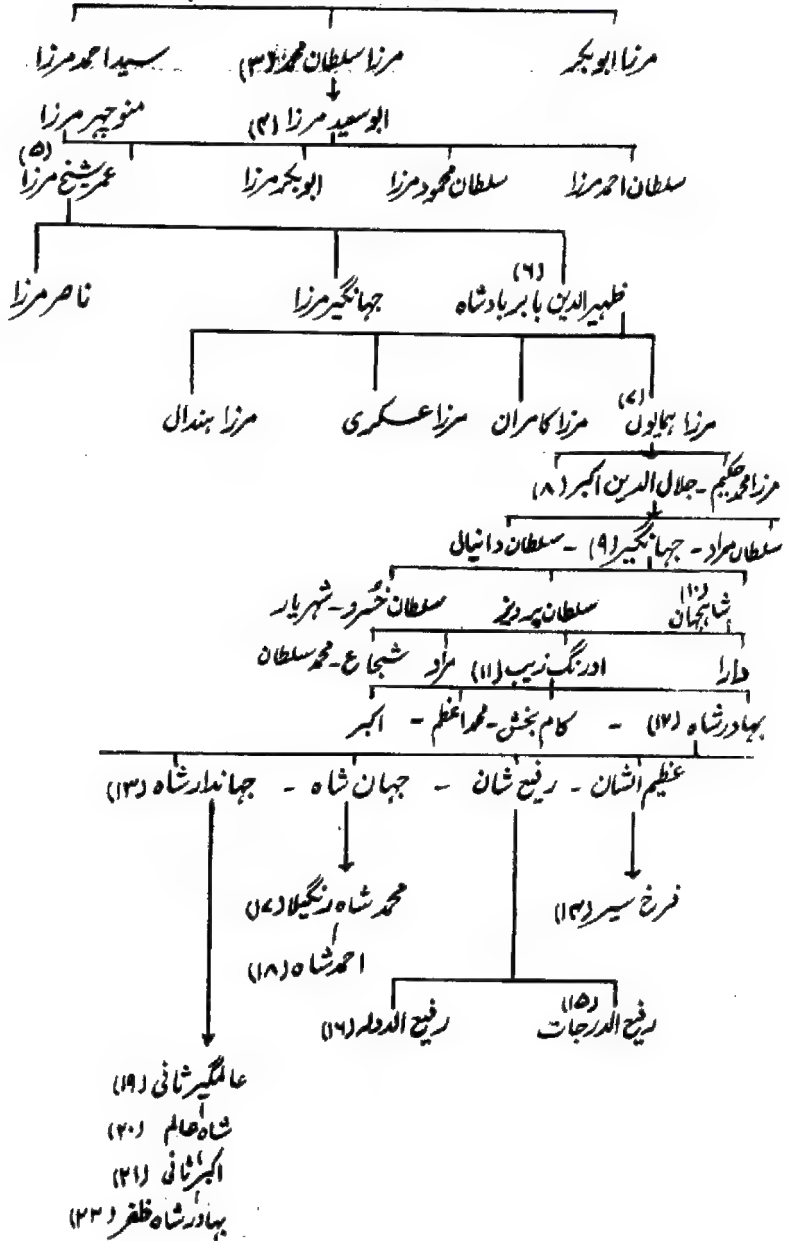
# نقشہ دور باہر



[illegible]

(مشجرہ)

صاحبقران امیر تیمور گورکان (۱)  
جلال الدین میران شاہ (۲)





## غازی محمد ظہیر الدین بابر بادشاہ (فردوس مہکاتی)

ہندوستان

۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء

ظہیر الدین بابر کا باپ عمر شیخ مرزا بن ابوسعید مرزا بن جلال الدین میراں شاہ بنے  
امیر تیمور گورکان تھا۔ اس کی والدہ قتلغ نگار خاتم منستان کے خاقان یونس خان کی بیٹی  
تھی۔ اسی وجہ سے وہ وسط ایشیا کے دو مشہور تاجمین امیر تیمور اور چنگیز خان کا جانشین اور  
وارث تھا۔<sup>۱۲</sup>

مرزا بابر کی پیدائش ۱۴ فروری ۱۵۰۰ء میں فرغانہ میں ہوئی۔ جب وہ ۱۲ برس کا  
تھا تو اس کا باپ اچانک کبوتر خانے کی چھپ سے گر کر مر گیا۔ اس کے دو سوتیلے بھائی  
جہانگیر مرزا اور ناصر مرزا اس سے دو اور چار سال بالترتیب چھوٹے تھے۔ امرا نے  
بابر کو حکمران بنا دیا۔ وہ چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس کے دونوں  
چچا بھی فرغانہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے شایع حال رہی اور  
دونوں ہی ایک سال کے اندر اندر اس جہان سے رخصت ہو گئے۔<sup>۱۳</sup>  
اس کے چچا سلطان احمد مرزا کی اولاد نہ تھی۔ محمود مرزا کے بیٹے بھی اتنے قابل نہ

تھے۔ اس لئے بابر کے دل میں سمرقند کا تخت حاصل کرنے کی خواہش ہوئی۔ دوسری طرف سلطان احمد مرزا کے ایک سردار کے ملازم شیبانی خان جس کو بابر کے لموں محمود خان نے اپنے آقا سے غداری کے بدلے ترکستان کا علاقہ بخش دیا تھا انہوں سے مل کر سمرقند حاصل کرنے کا خواہش مند بن گیا تھا۔ اس لئے یہ کشمکش بابر اور شیبانی کے درمیان چل نکلی۔ بابر نے سمرقند حاصل کر لیا۔ مگر اس کے اپنے علاقے میں چند امرا نے اس کے چھوٹے بھائی کو آگے رکھ کر فرغانہ پر قبضہ کر لیا کہ بابر کے پاس سمرقند آگیا ہے وہ فرغانہ پہنچنے کے لئے نکلا راستے میں بیمار ہو گیا۔ اس کے بچنے کی امید نہ رہی۔ مشہور ہو گیا کہ بابر مر گیا ہے۔ اس کے مخالفین دونوں سمرقند اور فرغانہ میں مضبوط ہو گئے۔ اب بابر کے پاس کوئی جگہ پناہ نہ رہی۔ چند امرا نے اندر جان کا کچھ علاقہ اس وقت تک اس کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا جب تک وہ سمرقند فتح نہیں کر لیتا۔<sup>۱۰۹</sup>

سلطان علی مرزا بن محمود مرزا کی والدہ نے حالات کے مد نظر شیبانی خان سے شادی کرنے اور کچھ علاقہ سلطان علی کو دینے کے عوض سمرقند اس کے حوالے کر دیا۔ مگر شیبانی نے وعدہ پورا نہ کیا اور سلطان علی کو قتل کروا دیا۔<sup>۱۱۰</sup>

بابر ایک رات ایک معمولی فوج کے ساتھ جس کی تعداد ۲۰۰ فوجی تھے سمرقند کے قلعے کی ایک دیوار پر بیٹھیاں لگا کر اندر داخل ہو گیا۔ مقامی لوگوں نے بابر کو در سے انہوں کو مار مار کر بھگا دیا۔ مگر شیبانی نے قلعے کا محاصرہ جاری رکھا۔ جب قلعہ میں خوراک کی کمی ہو گئی تو بابر نے ایک رات اپنی ہمیشہ خانزادہ اور دوسری عورتوں کو وہیں چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی۔ فرغانہ پر اس کا حق ختم ہو گیا تھا۔ دشمن مضبوط تھے۔ پھر سمرقند بھی جاتا رہا۔<sup>۱۱۱</sup>

تقریباً ایک سال عام شہری زندگی بسر کی۔ وہ کہتا ہے کہ کبھی کبھی اس کے پاؤں میں جوتے بھی نہ ہوتے تھے۔ اسی دوران بابر کی ملاقات ایک امیر محمد باقر سے ہوئی جس نے بابر کی ہر طرح مدد کا وعدہ کیا اور تجویز کیا کہ بابر سب کچھ بھول کر کابل میں قسمت آزمائی



کرے۔ بابر نے شطرنج کے مہرے کی طرح جگہ جگہ گھومنے پھرنے کے بجائے اس تجویز سے اتفاق کیا۔<sup>۱۳</sup>

بابر کے کابل کے سفر کے دوران خسرو شاہ کی مثل فوج بابر کے ساتھ آئی۔ خسرو شاہ خود خراسان چلا گیا۔ کابل کو بابر نے بغیر کسی لڑائی کے حاصل کر لیا۔<sup>۱۴</sup>

۱۵۰۵ء میں شیبانی خان نے سلطان حسین باقرہ کی موت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خراسان پر حملہ کر دیا۔ بدیع الزمان اور مظفر حسین کی مشترکہ حکمرانی کو ختم کر کے سلطان حسین مرزا کے تمام زندہ بیٹوں کو قتل کر دیا۔ بدیع الزمان بچ گیا۔<sup>۱۵</sup> ازبکوں نے ایران کی سرحد پر چھپر چھاڑ شروع کر دی۔ شاہ اسماعیل صفوی نے شیبانی خان سے دوستی کی خاطر اپنا سیف بھیجا مگر شیبانی نے شاہ اسماعیل صفوی کے لئے ایک لشکر بھیج کر اسے فخری کاٹنہ دے کر دشمنی کا آغاز کر دیا۔ شاہ نے میدان جنگ ہی کے ذریعے فیصلہ کی نصیحت کر کے مقابلے کے لئے کھٹا اور ساتھ ہی فوج کو جنگ کا حکم دے دیا۔ شیبانی اتنی جلدی جنگ کے لئے تیار نہ تھا، شکست کھا گیا اور ایک بیٹروں کے بارے میں شاہ کی فوجوں کے زخموں میں آگیا وہ دوسرے ۵۰۰ اعلیٰ اہل کے ساتھ

کے ساتھ مارا گیا۔<sup>۱۶</sup>

شیبانی خان کی موت کے بعد بابر کی ہمیشہ خانزادہ بیگم جو سمرقند میں رہ گئی تھی اور شیبانی نے اس کے ساتھ شادی کر کے طلاق دے دی تھی شاہ کے سامنے پیش ہوئی۔ شاہ نے اسے بڑے احترام کے ساتھ بابر کے پاس بھیج دیا۔ بابر نے اپنا سیف شاہ کے پاس بھیج کر دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ دونوں نے ازبکوں کے خلاف مشترکہ جدوجہد کھر بابر نے سمرقند فتح کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھایا مگر سکھ شاہ اسماعیل صفوی کے نام سے جاری کیا۔ اور خود اپنا لباس ایرانی چننے زیب تن کیا۔ یہ طرز زندگی سمرقند کے عوام کو پسند نہ آیا اور وہ بابر کے خلاف ہو گئے۔<sup>۱۷</sup> شیبانی خان کے بھتیجے علیہ اللہ انبیک نے بابر کو کول ہیک کے مقام پر فیصلہ کن شکست دی اور ماوراء النہر کا خیال چھوڑ کر کابل چلا آیا۔

بابر نے کابل پہنچ کر اپنی قسمت ہندوستان آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔ قندھار فتح کیا تو اُسے بے شمار دولت حاصل ہوئی۔ جس کو بابر نے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔<sup>۱۱۹</sup>

کچھ عرصہ کابل میں گزارنے کے بعد بابر کو خبر ملی کہ ترک فوج نے آتشیں اسلحہ استعمال کر کے ایرانیوں پر فتح حاصل کر لی۔ بابر نے آتشیں اسلحہ حاصل کرنے کی کوشش کی اور ایک ترک استاد علی کی خدمات حاصل کیں اور فوج کو یہ اسلحہ استعمال کرنے کی تربیت دی۔<sup>۱۲۰</sup>

۱۵۱۹ء میں بابر نے قلعہ ہاجور کا محاصرہ کیا اور توپ خانہ استعمال کر کے فتح حاصل کی۔ بابر پچھلے سات سالوں میں ہزار ہندوستان پر حملہ آور ہوا آخری دفعہ بابر کے ساتھ ۱۲ ہزار افراد تھے جن میں صرف ۱۰ ہزار جنگجو اور باقی دوسرے کاہندے تھے۔ اس دفعہ دولت خاں لودھی گورنر پنجاب نے بابر کو حملہ کی دعوت دی۔<sup>۱۲۱</sup> میں بابر اپنے تمام انتظامات مکمل کرنے کے بعد دہلی کی طرف بڑھا۔ ابراہیم لودھی بھی اپنی ایک لاکھ سے زیادہ فوج، دس ہزار گھوڑے اور ایک ہزار ہاتھیوں کو لے کر نکلا۔<sup>۱۲۲</sup> پانی پت کے میدان میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ بابر کی اعلیٰ تنظیمی صلاحیت اور توپ خانے کا مدد کی وجہ سے ابراہیم لودھی کی فوج کا بیشتر حصہ مار گیا۔ ابراہیم لودھی خود میدان جنگ میں کام آیا اور بابر کو فتح نصیب ہوئی۔<sup>۱۲۳</sup>

ابراہیم لودھی پر فتح پانے کے بعد بابر کو ہر بادشاہوں کا خزانہ ملا۔ بابر نے یہ خزانہ اپنے بیٹوں، داماد، اپنے اعلیٰ فوجی حکام، عام فوجیوں، رشتہ داروں جو کابل اور دوسرے شہروں میں مقیم تھے، کا شہر، بدخشان، مشہد، خراسان اور عراق میں مقیم تھے بانٹ دیا۔ وہ مکہ، مدینہ کو بھی نہیں بھولا۔ اس قلندر بادشاہ نے اپنے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔<sup>۱۲۴</sup>

ہندوستان کا گرم آب و ہوا کی وجہ سے اس کے ترک ساتھی واپس جانا چاہتے تھے۔ مگر بابر خود اللہ تعالیٰ کی مدد سے اتنی بڑی سلطنت کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔<sup>۱۲۵</sup>

ہندوستان کے مسلمان حکمران اور ہندو راجپوت بابر کے خلاف متحد ہو گئے۔<sup>۱۲۶</sup>

بابر کے مضبوط ارادہ والے ترک فوجیوں نے اس کے ساتھ غرق ہو جانے یا تیر جانے کا فیصلہ کیا۔

۱۵۵۶ء میں ایک طاقتور راجپوت رانا سانگا ایک بڑی فوج لے کر نکلا۔ اس نے بابر کی ہراول فوج کو شکست دے دی۔ بقیہ فوج کے حوصلے پست ہو گئے۔ بابر نے ایک دلولہ انگیز تقریر سے فوج کا جذبہ اسلامی جگایا۔ اس نے کہا: ”دنیا نے اسلام کے تمام حکمران کہیں گے کہ ایک بادشاہ نے اپنی جان کے خوف سے سلطنت کو چھوڑ دیا۔“<sup>۱۳۶</sup> اس نے خود شراب پینے سے توبہ کی اور تمام برتن توڑ دیئے۔ اور تمام فوجیوں سے قسم لی کہ وہ جنگ میں پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ بابر نے توپ خانہ کو حکم دے کر حملہ شروع کیا۔ وہ خود ہمیشہ کی طرح شیر بن کر لڑا اور راجپوتوں پر فتح حاصل کی۔ بابر نے اس فتح کے بعد غازی کا لقب اختیار کیا۔<sup>۱۳۷</sup>

اس طرح تمام شمالی ہندوستان پر بابر کا قبضہ ہو گیا۔ اس نے اپنی تمام توجہ انتظامی اصلاحات کی طرف موڑ دی۔ ملک کو کئی جاگیریں حصوں میں بانٹ دیا۔ ان کو اپنے افسروں کی تحویل میں دے کر سول اختیارات بھی دے دیئے۔ پرانے مالکان اراضی کو نہیں چھوڑا۔ وہ اپنی زمینوں پر بدستور قابض رہے۔

خلیفہ نظام الدین، اس کا وزیر اعظم تھا۔ اس کے ذریعہ محکموں کے اعلیٰ افسروں سے رابطہ رکھا تھا۔ بابر نے افغانوں اور راجپوتوں کو اعلیٰ عہدے دیئے۔ دلاور خان لودھی کو خان خاناں کا لقب عطا کیا۔ راستوں کو محفوظ بنایا اور ڈاک کی چوکیاں بڑھا دیں۔ مقامی افسروں کو بہت اختیارات دیئے تاکہ موقع پر رعایا کی تکلیفات دور کر سکیں۔<sup>۱۳۸</sup> حمام اور غارتیں تعمیر کروائیں۔ نہروں کے ذریعے پانی مہیا کر کے زراعت کو ترقی دی اور تفریحی باغات لگوائے۔

بابر نے ہندوؤں سے رشتہ داریاں قائم کیں۔ اپنے بیٹے ہمایوں اور کامران کی

شہادیاں مدینہ دادا کی بیٹیوں سے کیں۔ رانا سانگا کے لڑکے کو اعلیٰ عہدے پر فائز کیا۔  
 بابر کے بعض مقامی افسر اعلیٰ اختیارات حاصل ہو جانے کی وجہ سے رشوت خور بھی  
 ہو گئے تھے۔

بابر نے ابراہیم لودھی کے ایک بادرچی کو اپنے لئے منتخب کیا۔ اس کا علم جب  
 ابراہیم کی والدہ کو ہوا تو اس نے بادرچی سے رابطہ قائم کر کے بابر کو زہر دہوانے کی  
 کوشش کی۔ بروقت علم ہو جانے کی وجہ سے بابر کی جان بچ گئی۔ زہر جو اس نے  
 چکھا تھا اس کا اثر قائم رہا۔ عام خیال کے مطابق بابر کی موت اسی زہر کا اثر تھا۔  
 بابر نے بادرچی کی کھال کچھوادی اور بد نصیب عورت کو تلبہ میں بند کر دیا اور  
 تمام مراعات واپس لے لیں۔<sup>۱۳۱</sup>

بابر نے اپنے خلیفہ نظام الدین کے ساتھ مل کر ہندوستان کی حکومت کی جانشینی  
 کے لئے جہدِ خواجہ یا محمود زمان مرزا کو نامزد کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔  
 ماہم بیگم نے کابل سے آگرہ پہنچ کر اپنے بیٹے ہمایوں کے لئے راہ ہموار کر لی۔ جب ہمایوں  
 بیمار ہوا تو بابر نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر اس کی صحت کے لئے دعا کی۔ جو اللہ تعالیٰ  
 کی بارگاہ میں منظور ہو گئی۔ ہمایوں کو صحت ہوئی اور بابر کی بیماری بڑھتی گئی۔ بابر نے  
 ہمایوں کو جانشین مقرر کیا۔ اور بھائیوں سے اچھا سلوک کرنے کی نصیحت بھی کی۔

بابر نے ۸ سال عمر پائی۔ ۲۶ دسمبر ۱۵۵۲ء کو اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ اس  
 ۲۶ سال حکمرانی کی۔ ہندوستان پر اس کی حکومت صرف پانچ سال رہی۔ اس کی عمر  
 کا بیشتر حصہ جنگوں میں گزرا۔<sup>۱۳۲</sup>

بابر کو آگرہ میں دفن کیا گیا۔ بیگم ماہم نے اس کا قبر پر مقبرہ بنوایا۔ اس کی دوسری  
 بیگم مبارک نے اس کے جسم خاکی کو کابل کے مضافات میں اس کی خواہش کے مطابق

دوبارہ دفنایا۔

بابر پیدائشی فوجی حکمران تھا۔ اس نے فوجی زندگی اپنی عمر کے گیارہویں سال سے شروع کی۔ وہ شاہ سواری اور مہم جوئی کا دلدادہ تھا۔ جنگ میں اپنی افواج کے ساتھ علیٰ حصہ لیتا۔ بابر میں فوجی تیادت کے اعلیٰ اوصاف موجود تھے۔ وہ دشمن کی غلطیوں سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ وہ جنگ میں مسکت یا دوسری تکنیکوں سے زگھراتا۔ بابر نے فوج میں اعلیٰ ڈسپلن قائم کیا۔ فوج کی ضروریات ہر حالت میں پوری کرتا تھا۔ بابر نے عوار اور تیر کا استعمال مغل تار یوں سے سیکھا۔ بارود کا عثمانی ترکوں سے۔ بابر کا شمار دنیا کے مشہور فاتحین میں ہوتا ہے۔ مغربی مؤرخین نے اُسے ”شیر“ کا خطاب دیا۔ سپہ گری کے علاوہ بابر کو شعر گوئی اور تحریر پر بھی عبور حاصل تھا۔ اس نے اپنی سوانح حیات ترکی زبان میں لکھی۔ اس کی تحریر سیاحتی کو دنیا نے بہت پسندیدگی سے دیکھا۔ وہ اعلیٰ شخصیت کا مالک تھا۔ بابر بہت سخی اور ایماندار بادشاہ تھا۔ اس نے جتنی دنعہ بھی دولت حاصل کی اپنی افواج، رشتہ داروں اور رعایا میں بانٹ

## بابر کی وصیت ہمایوں کے نام

- فرزندِ من ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لوگ بستے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ اس نے تمہیں اس ملک کا بادشاہ بنایا اس لئے مندرجہ ذیل باتوں کا بطورِ خاص خیال رکھنا چاہیئے
- ۱۔ مذہبی تعصبات کو اپنے دل میں ہرگز جگہ نہ دینا۔ رعایا کے مذہبی جذبات اور رسومات کا خیال رکھتے ہوئے سب لوگوں کے ساتھ یکساں انصاف کرنا۔
  - ۲۔ گاوگشی سے بالخصوص پرہیز کرنا تاکہ رعایا کے دلوں میں تمہارے لئے جگہ بنے اور اس طرح احسانمند ہو کر یہ کی زنجیر سے تمہارے گردید ہو جائیں۔
  - ۳۔ کسی قوم کی عبادت گاہ کو ہمار نہیں کرنا چاہیئے۔ تاکہ تمام مذاہب کے تعلقات دوستانہ رہیں۔
  - ۴۔ اسلام کی اشاعتِ ظہم و ستم کی تلوار کے مقابلے میں لطف و احسان سے بہتر ہو سکے گی۔
  - ۵۔ شیعہ سنی اختلافات کو نظر انداز کرتے رہنا کیونکہ اس سے اسلام کمزور ہوتا ہے۔
  - ۶۔ اپنی رعیت کی مختلف خصوصیات کو سال کے مختلف موسم سمجھنا تاکہ حکومت بیماری اور ضعف سے محفوظ رہے۔

## تیموری مغسلوں کی رشتہ داریاں

ابوسعید مرزا کی بیوی اور بنگاہ ترخان کی لڑکی سے سلطان احمد مرزا پیدا ہوا۔  
 سلطان احمد مرزا بن ابوسعید مرزا اور اس کی بیوی حبیبہ بیگم ارغون ترخان کی بیٹی معصوم بیگم  
 کی شادی بابر مرزا سے ہوئی۔  
 بابر مرزا اور معصوم بیگم کی بیٹی معصومہ کی شادی محمد زمان مرزا بن بدیع الزمان مرزا سے ہوئی۔  
 حسین مرزا بایقرا کی شادی ابوسعید مرزا کی دو بیٹیوں سے کئے بعد دیگرے ہوئی۔  
 اکا بیگم جو سلطان حسین مرزا بایقرا کی چھوٹی بیٹی تھی کی شادی سلطان احمد مرزا سے ہوئی۔  
 منصور مرزا بن بایقرا مرزا بن عمر شیخ مرزا بن امیر تیمور کی شادی فرزہ بیگم سے ہوئی تھی جو  
 میراں شاہ بن تیمور کی بیٹی تھی اور سلطان حسین بایقرا والے ہرات کی والدہ تھی۔  
 ہمایوں بادشاہ کی شادی مرزا عیسیٰ ترخان حاکم سندھ کی بیگم بیگم سے ہوئی تھی۔  
 کامران بن بابر مرزا کی شادی ماہ چوپک بیگم بنت شاہ حسن ارغون ترخان سے ہوئی۔  
 اکبر اعظم کی شادی سندی بیگم بنت مرزا باقی ترخان سے ہوئی۔  
 خسرو بن جہانگیر کی شادی مرزا جانی بیگ ترخان کی بیٹی سے ہوئی۔  
 محمد مقیم بن ذریمن ارغون والے قندھار کی شادی الخ بیگم بن ابوسعید مرزا کی بیٹی  
 سے ہوئی۔  
 حیدر مرزا بن سلطان حسین بایقرا کی شادی سلطان محمود مرزا کی بیٹی بیگم سے ہوئی۔  
 ابراہیم مرزا بایقرا کی شادی گل خرچ بیگم بنت کامران مرزا سے ہوئی۔  
 مظفر مرزا بن ابراہیم مرزا بایقرا کی شادی اکبر اعظم کی بیٹی سے ہوئی۔  
 جہانگیر بادشاہ کی شادی نور النساء بیگم بنت ابراہیم مرزا بایقرا سے ہوئی۔

## حواشی

- ۱۔ اکبر نامہ ص ۱۶۴ تا ۱۶۸
- ۲۔ چنگیز خان۔ ہیرالڈیم ص ۶۵ چنگیز خان نے ان تمام ساتھیوں جنہوں نے تودہ چنگیزی (چنگیزی قوانین) اپنا کر اس کا ساتھ دیا۔ منسل کہلانے کا حق بخشا۔
- ۳۔ امیر تیمور ہیرالڈیم ص ۵۴-۲۱-۱۲۰ اور ص ۵۵-۲۵۶۔ تاریخ رشیدی ص ۵۵
- ۴۔ مغلیہ دور حکومت خانی خان ص ۵۔ لائف آف چنگیز خان دی گریٹ انگریزی ص ۶
- (ترجمہ) مغلتان کے دور افتادہ علاقے کے رہنے والے تھے۔ ان کے سرداروں نے "ارکنہ قون" نامی پہاڑوں پر بوسے کی فیکٹریاں لگا رکھی تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کی خوب عزت اور شہرت تھی۔ اپنی ایجادات کی بنا پر یہ ان کے ملک اور قوم کا نام روشن ہوا۔ اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ اسی لئے "ارکنہ قون" کے منسل کو ہار بہت مشہور ہوئے۔
- ۵۔ چنگیز خان ہیرالڈیم ص ۶۲۔ ترک تیموری ص ۱۲۶
- ۶۔ تاریخ رشیدی ص ۱۵۲ اور ص ۱۵۴
- ۷۔ امیر تیمور ہیرالڈیم (اردو) ص ۲ تا ص ۲۲۔
- ۸۔ تاریخ رشیدی ص ۱۱۵، چنگیز خان ہیرالڈیم ص ۵۴-۹۶۔
- ۹۔ چنگیز خان ہیرالڈیم ص ۹۷
- ۱۰۔ چنگیز خان، ہیرالڈیم ص ۶ تا ص ۶۷-۱۰-۱۔ تاریخ رشیدی اول ص ۵۴-۲-۱۰
- مغلیہ دور خانی خان ص ۴۵۔ ترک تیموری ص ۲۵۶۔ اکبر نامہ ص ۸-۱۸۷-۱۹۷



- چنگیز خان ہیر لڈیم ص ۱۸-۴۴
- ۱۲۔ چنگیز خان ہیر لڈیم ص ۶ تفصیل توڑہ چنگیزی لف ہے۔
- ۱۳۔ طبقات ناصری دوم ص ۱۱۶ اور ۱۸۱
- ۱۴۔ چنگیز خان ہیر لڈیم ص ۵۹
- ۱۵۔ طبقات ناصری اول ص ۵۶۲
- ۱۶۔ طبقات ناصری دوم ص ۱۲، طبقات ناصری حصہ دوم ص ۵۶۲ کے مطابق قدردخان نے محمد شاہ خوارزم کو مال کی کثرت کا ذکر کر کے اس کے حاصل کرنے کی اجازت مانگی۔ اجازت مل جانے کے بعد ہی قدردخان نے اس مقصد کے لئے سفیر اور تاجروں کو قتل کیا۔
- ۱۷۔ طبقات ناصری حصہ اول ص ۵۶۵ سلطان محمد شاہ خوارزم جزیرے سے باہر آیا اس کے معدے میں تکلیف تھی۔ اسی عارضے میں سال ۶۱۷ھ میں وفات پائی۔
- ۱۸۔ طبقات ناصری ص ۵۶۳ (امام رکن الدین نے اپنی شہادت سے پہلے فارسی رباعی میں اقرار کیا کہ یہ سفیر اور تاجروں کا قتل ہے کہ چنگیز خان نے قتل عام مسلم کیا۔
- ۱۹۔ طبقات ناصری دوم ص ۱۸۹
- ۲۰۔ طبقات ناصری حصہ دوم ص ۱۸۱ تا ۱۸۹
- ۲۱۔ اکبر نامہ جلد اول ص ۱۹۷
- ۲۲۔ چنگیز خان ہیر لڈیم ص ۹۳ تا ۱۰۰
- ۲۳۔ محمد پادوران انڈیا ص ۶۸۔ چنگیز خان ہیر لڈیم ص ۹۷ اور ص ۱۸۴
- ۲۴۔ تاریخ رشیدی دوم ص ۳-۳۱ اور ۲۹۳
- ۲۵۔ طبقات ناصری حصہ دوم ص ۱۸۷-۲۱۱

۲۶۔ طبقاتِ ناصری دوم حصہ ص ۲۲۲ - امیر تیمور ہیر لٹیم ص ۱۰۷

۲۷۔ محمد پاور ان انڈیا ص ۶۸

۲۸۔ محمد پاور ان انڈیا ص ۶۷

۲۹۔ طبقاتِ ناصری حصہ اول ص ۲۰۶ - ۲۱۴ تا ۲۱۹ - تاریخ رشیدی ص ۳۲-۳۳

۳۰۔ طبقاتِ ناصری حصہ دوم ص ۲۲۲ و ۲۲۶ و ۲۲۷

۳۱۔ طبقاتِ ناصری حصہ دوم ص ۲۳۷

۳۲۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص ۲۰۱ - طبقاتِ ناصری ص ۲۱۲، ۲۲۰

۳۳۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص ۱۹۳، ۱۹۷ تا ۲۰۰ اور ۲۰۲

۳۴۔ طبقاتِ ناصری حصہ دوم ص ۲۷۷

۳۵۔ طبقاتِ ناصری دوم ص ۲۷۷ - ۲۵۴

خلیفہ کی صاحبزادی جب سمرقند پہنچی تو اس نے تاتاریوں کے قافلے کے سردار قشتم بن عباس کے روئے کی زیارت کی اجازت لی۔ معصوم نے روز میں دو رکعت نماز ادا کی اور دعا کی کہ اس کی جان لے لی جائے تاکہ اُسے غیر محرموں سے نجات ملے۔ دعا کے ساتھ ہی اس کی روح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ گئی۔

۳۶۔ تاریخ رشیدی ص ۳۷

۳۷۔ تاریخ رشیدی حصہ اول ص ۶ تا ۹

۳۸۔ تاریخ رشیدی حصہ اول ص ۵

۳۹۔ تاریخ رشیدی حصہ اول ص ۱۳

۴۰۔ تاریخ رشیدی حصہ اول ص ۱۵ تا ۱۵

۴۱۔ امیر تیمور اردو ہیر لٹیم ص ۲۹ - گذشتہ سو سالوں سے چغتائیوں کی گرفت مادر انہر کے علاقے پر ڈھیلی پر گئی تھی۔ صوبے دار کیے بعد دیگرے خود مختار

ہو چکے تھے۔

۴۲۔ تاریخ رشیدی ص ۱ تا ۲۰

۴۳۔ تزک تیموری ص ۲

۴۴۔ تاریخ رشیدی ص ۹-۲۸

۴۵۔ تاریخ رشیدی اول ص ۳۹

۴۶۔ تاریخ رشیدی اول ص ۲۸ تا ۴۰ اور ۵۱

۴۷۔ تاریخ رشیدی اول ص ۲۹ اور ۵۱ تا ۵۷

۴۸۔ تاریخ رشیدی اول ص ۷۳

یونس خان کے دو بیٹے تھے۔ عیسے بگا خان اور یونس خان۔ امرا نے عیسے بگا کو خاقان بنالیا۔ اس لئے یونس خان سمرقند چلا گیا۔ جہاں انھیں مرزا حکمران تھا۔ اس نے یونس خان کو اپنے باپ شاہرخ مرزا کے پاس ہرات بھیج دیا شاہرخ مرزا نے اس کی پرورش کی اور اچھی تعلیم دلوائی۔ مغلوں میں یونس خان سب سے زیادہ تعلیم یافتہ تھا۔ ابوسعید مرزا جب برسرِ اقتدار ہوا تو اس کو اپنی مشرقی سرحد پر عیسے بگا سے شکایت اور خطرہ رہتا تھا۔ ابوسعید مرزا نے مدد کر کے یونس خان کو کاشغر میں خاقان بنوا دیا۔ یونس خان نے اپنی تین بیٹیوں کی شادیاں ابوسعید مرزا کے تین بیٹوں سے کر کے ان سے رشتہ داری پکی کر لی۔ اس طرح یہ علاقہ دو خود مختار ریاستوں میں بٹا رہا۔

۴۹۔ تاریخ رشیدی ص ۹۷ تا ۱۰۳۔

بعض منغل اور چغتائی حکومت کے امور سے علیحدہ ہو کر مقامی آبادی میں شادیاں اور ہائٹس اختیار کر لینے کی وجہ سے ترک زبان بولنے لگے اور ترک کہلا گئے۔

۵۰۔ تاریخ رشیدی ص ۲۲

- ۵۱۔ چنگیز خان ہیر لڈیم ص ۵-۹۲
- ۵۲۔ امیر تیمور ہیر لڈیم ص ۵-۲۲
- ۵۳۔ چنگیز خان ہیر لڈیم ص ۵-۵۶ اور ۴۷
- ۵۴۔ چنگیز خان ہیر لڈیم ص ۹۷
- ۵۵۔ تارخ رشیدی ص ۱۱۵، امیر تیمور ہیر لڈیم ص ۱۱۵
- ۵۶۔ چنگیز خان ہیر لڈیم ص ۳-۷۲
- ۵۷۔ تارخ رشیدی ص ۱۱۵
- ۵۸۔ چنگیز خان ہیر لڈیم ص ۶۰ تا ۶۲
- ۵۹۔ تارخ رشیدی ص ۳۲-۵۷
- ۶۰۔ مغلیہ دور اول ص ۵۵-۵۵ تارخ رشیدی ص ۵۵-۵۵
- ۶۱۔ تارخ رشیدی ص ۵۵۔ امیر تیمور ہیر لڈیم ص ۲۱-۲۰
- ۶۲۔ مغلیہ دور اول ص ۷۲
- ۶۳۔ تارخ رشیدی ص ۵۹-۵۹
- ۶۴۔ چنگیز خان ہیر لڈیم ص ۷۳
- ۶۵۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص ۲۰۵ - نام والدہ نگینہ خاتون
- ۶۶۔ امیر تیمور ہیر لڈیم ص ۸-۱۷، ۲۲، ۳۷، ۲-۳۱، ۳۹ تا ۴۱، ۴۱-۴۲
- تذکرہ بابری ص ۳
- ۶۷۔ امیر تیمور ہیر لڈیم ص ۶۳
- ۶۸۔ تارخ رشیدی ص ۳-۷۲
- ۶۹۔ تذکرہ تیموری ص ۸۴ تا ۹۲ - تارخ رشیدی ص ۸-۳۷، ۳۳، ۴۶
- ۷۰۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص ۲۰۸

- ۷۱۔ امیر تیمور بہر لدیم ص ۲۵۱۔ طبقات ناصری حصہ دوم ص ۲۶۲۔ ۷۷
- ۷۲۔ طبقات ناصری حصہ دوم اردو ص ۷۷ اور ۲۶۲
- ۷۳۔ امیر تیمور بہر لدیم ص ۱۱۰۔ ۱۲۰، اور ۱۲۵ تا ۱۲۷
- ۷۴۔ تاریخ رشیدی ص ۵۵۔ تزک تیموری ص ۱۴۲ (حضر خواجہ کی بیٹی کا نام "توکلی خانم" تھا)
- ۷۵۔ امیر تیمور بہر لدیم ص ۲۶۲
- ۷۶۔ تزک تیموری ص ۲۸
- ۷۷۔ امیر تیمور بہر لدیم ص ۲۶۷۔ تزک تیموری ص ۷۵، ۷۳، ۷۷، ۷۸
- ۷۸۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص ۲۱۲
- ۷۹۔ تزک تیموری ص ۱۵۲
- ۸۰۔ تزک تیموری ص ۷۳ تا ۷۷، اور ۱۲۵ تا ۱۲۷
- ۸۱۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص ۲۱۳
- ۸۲۔ مغلیہ دور ص ۵۵۔ تاریخ وفات ۲۱ اپریل ۱۵۰۸ء
- ۸۳۔ امیر تیمور بہر لدیم ص ۵۔ ۱۳۲
- ۸۴۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص ۲۱۳، ۲۱۸۔ تاریخ رشیدی ص ۷۵
- ۸۵۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص ۲۱۴
- ۸۶۔ تاریخ ایران ص ۷۷۔ ۶۵۳
- ۸۷۔ امیر تیمور بہر لدیم ص ۲۳۰۔ ۲۳۰
- ۸۸۔ امیر تیمور بہر لدیم ص ۷۳۵۔ تاریخ ایران ص ۶۵۲
- ۸۹۔ امیر تیمور بہر لدیم ص ۳۔ ۲۳۲
- ۹۰۔ امیر تیمور بہر لدیم ص ۲۳۴۔ تاریخ ایران ص ۶۵۲

- ۹۱۔ تاریخ رشیدی ص ۵۹۔  
امیر تیمور میرلطیم ص ۲۳۶
- ۹۲۔ تاریخ ایران ص ۵-۶۵۴
- ۹۳۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص ۲۱۶
- ۹۴۔ تاریخ ایران ص ۶۵۶
- ۹۵۔ مغلیہ دور خانی خان ص ۵۹
- ۹۶۔ تاریخ ایران ص ۶۵۶
- ۹۷۔ تاریخ رشیدی ص ۵-۸۴
- (تاریخ پیدائش ۱۲۱۶ھ)
- ۹۸۔ تاریخ رشیدی دوم ص ۴، ۸۳ تا ۸۵، ۵-۹۴، ۱۱۴
- اور ۱۴۲۔
- ۹۹۔ تاریخ رشیدی ص ۹۳
- ۱۰۰۔ تاریخ رشیدی اول ص ۱۱۸
- ۱۰۱۔ تاریخ رشیدی اول ص ۱۲۱
- ۱۰۲۔ تاریخ رشیدی ص ۱۶ تا ۱۴۲ اور ۴-۲۳۳۔
- ۱۰۳۔ مغلیہ دور حکومت خانی خان ص ۵۸
- ۱۰۴۔ ہمایوں نامہ ص ۸۴
- اکبر نامہ ابوالفضل ص ۲۲۴
- ۱۰۵۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص ۵-۲۲۴
- ربابہ ۱۰ جون ۱۵۹۴ء میں تخت نشین ہوا۔
- ۱۰۶۔ بابر نامہ انگریزی ص ۳۳-۴۵

- ۱۰۷۔ مغلیہ دور حکومت خانی خان ص ۶۲ (بجائی چھاگیر)۔
  - ۱۰۸۔ بابرنامہ انگریزی ص ۸۷-۸۹
  - ۱۰۹۔ بابرنامہ انگریزی ص ۱۱۴
  - ۱۱۰۔ بابرنامہ ص ۶-۱۲۵
  - ۱۱۱۔ بابرنامہ انگریزی ص ۱۲۴-۱۳۷-۱۵۷
  - ۱۱۲۔ بابرنامہ انگریزی ص ۱۸۴
  - ۱۱۳۔ محمدن پاوران انڈیا انگریزی ص ۲۴
  - ۱۱۴۔ اکبرنامہ ابوالفضل ص ۲۲۸
  - ۱۱۵۔ بابرنامہ انگریزی ص ۸-۳۲۷
  - ۱۱۶۔ تاریخ رشیدی ص ۴-۲۳۳
  - محمدن پاوران انڈیا ص ۲-۳۱
  - ۱۱۷۔ محمدن پاوران انڈیا ص ۳۲
  - تاریخ رشیدی ص ۲۳۹
  - ۱۱۸۔ تاریخ رشیدی ص ۲۴۷
  - ۱۱۹۔ تزکِ بابری ص ۲-۱۴۱
  - ۱۲۰۔ بابرنامہ ص ۳۷
- رہا جوڑ کے باشندے اسلام دشمن تھے۔ انہوں نے اپنے ہاں تمام مسلمان ختم کر دیئے تھے۔ اور عجیب قسم کے خیالات رکھتے تھے۔ اس لئے وہاں قبل عام کا حکم دیا۔ شاہ منصور کی بیٹی مبارکہ بیگم کی شادی بابر مرزا سے ہوئی۔
- ۱۲۱۔ بابرنامہ انگریزی ص ۴۵۴
  - ۱۲۲۔ اکبرنامہ ابوالفضل ص ۶-۲۷۵

بابر نامہ ص ۴۴ تا ۴۵ (تاریخ فتح ۲۰ اپریل ۱۵۲۶ء)

۱۲۳۔ بابر نامہ ص ۵۲۲

ہمایوں نامہ حصہ دوم ص ۱۵۲۔

محمد بن پادوران انڈیا ص ۶۸

۱۲۴۔ بابر نامہ ص ۵۲۴

محمد بن پادوران انڈیا ص ۵

۱۲۵۔ منشیہ دور حکومت خانی خان ص ۵۸

۱۲۶۔ بابر نامہ ص ۵۵۵

۱۲۷۔ محمد بن پادوران انڈیا ص ۵۵

۱۲۸۔ بابر نامہ ص ۵۴۵۔ فتح ۲۹ مارچ ۱۵۲۴ء کو نصیب ہوئی

محمد بن پادوران انڈیا ص ۵۸-۹

۱۲۹۔ ہمایوں نامہ حصہ دوم ص ۱۸۲

۱۳۰۔ تذکرہ بابری ص ۲۵۵

۱۳۱۔ بابر نامہ ص ۳-۵۴۲

ہمایوں نامہ حصہ اول ص ۳۶ اس کا نام بجوا بیگم تھا۔ کابل جاتے ہوئے دریائے

سندھ میں کود کر جان دے دی۔

۱۳۲۔ بابر نامہ ص ۴ تا ۷۔

ہمایوں نامہ ص ۱۸۵۔

۱۳۳۔ ہمایوں نامہ حصہ دوم ص ۱۸۵، بابر نامہ ص



## مغلوں کے متعلق مستند ماخذ کی فہرست

- ماخذِ خصوصی۔ طبقاتِ ناصری مصنف منہاج سراج  
 لاہور۔ مئی ۱۹۸۵ء مترجم (اردو) غلام رسول مہر  
 ہسٹری آف دی مغلز آف سنٹرل ایشیا (تاریخِ رشیدی)  
 کراچی پریس۔ نیویارک ۱۹۶۲ء مصنف۔ مرزا حیدر دوست  
 تاریخ نامہ ہرات۔ تالیف۔ سیف بن محمد۔ مترجم۔ پروفیسر سلطان الطاف علی  
 تزکیہ تیموری۔ ترجمہ۔ سید ابوالہاشم ندوی (بی اے)  
 امیر تیمور۔ مصنف امیر ظہیر۔ مترجم۔ بریگیڈیئر گلزار احمد۔ لاہور ۱۹۶۸ء  
 بابر نامہ (ترکی) (انگریزی ترجمہ)۔ اینٹ ایس بیورج  
 اکبر نامہ۔ مصنف ابوالفضل۔ مترجم انگریزی۔ ایچ بیو سچ (آئی۔ سی۔ ایس)  
 ہمایوں نامہ۔ مصنف گلبدن بیگم۔ مترجم۔ رشید اختر ندوی  
 تذکرہ جہانگیری۔ ترجمہ۔ اعجاز الحق قدسی  
 تاریخ مغلیہ۔ مصنف محمد الیاس مرزا۔  
 ترخان نامہ (فارسی) مصنف۔ سید میر محمد بن سید جلال کھٹھوی  
 ظہیر الدین محمد بابر۔ مصنف۔ ال۔ ایف۔ رش بروک ولیمز  
 (ترجمہ۔ ڈاکٹر رفعت بگلرامی)  
 معمولی ماخذ۔ تاریخِ سندھ۔ تاریخِ طاہری۔ مرآۃ النساء۔ تاریخِ معصومی۔  
 روضۃ الصفیاء۔ صیب السیر۔ تاریخِ ایران۔ مغلیہ دور

## مغل القابات

- ۱ - خاقان - مغلوں میں جو تخت نشین ہوتا۔ خاتمان کہلاتا تھا۔ ”بڑا خان“۔ حکمران اعلیٰ۔
- ۲ - ترخان - ترکے معنی افضل یا اعلیٰ۔ یہ لقب اعلیٰ فوجی کارکردگی دکھانے پر دیا جاتا تھا۔ مغلوں کے قبیلے کا نام تھا۔
- ۳ - نویاں کے معنی امیر۔ پھولا بہادر کی اولاد نے اپنایا۔
- ۴ - گورگان کے معنی داماد۔ امیر تیمور نے لقب اپنایا۔
- ۵ - مرزا۔ امیر تیمور اپنے بیٹوں کو امیر زادے پکارتا تھا۔ مگر اس کی اگلی پشت میں سب حکمرانوں نے لقب مرزا اختیار کیا۔ (امیر زادہ کا مخفف)
- ۶ - بیگ۔ مغل حکمران یہ خطاب کم درجہ کارکردگی پر دیا کرتے تھے۔
- ۷ - دلائی لامہ۔ تبت کے مغل حکمرانوں نے یہ لقب اختیار کیا۔
- ۸ - ختن یا کیتھے۔ منچوریہ کے مغل حکمرانوں نے یہ لقب اختیار کیا۔
- ۹ - ایل خان۔ ہلاکو خان اور اس کی اولاد نے ایران میں یہ لقب اختیار کیا۔
- ۱۰ - لوہ آر۔ جو بعد میں لوہار ہو گیا۔ جس کے معنی جنگجو اور بہادر۔ جب مغلوں نے لوہے سے ہتھیار سازی شروع کر دی تو اس کام کو پیشہ بنا لینے والوں نے لوہار لقب اختیار کیا۔ لوہار مغلوں کا قدیمی ایک نام تھا۔
- ۱۱ - تیمور کے معنی لوہار ہیں۔ یہ نام مغل خاندان کے لیے طور پر استعمال کرتے تھے۔



قاضی محمد اقبال چغتائی بالقرہ